

فَوَافِیْهِ کَوْنِیْهِ  
کَوْنِیْهِ یَا بَعْدُ

فَاللَّهُ  
سَمِیعٌ عَلِیمٌ

حَبِیبِیْ  
عَلِیْ



مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیْ مَوْلَاهُ



سَيِّدِ  
لَعْلُ شَاهِ  
نَجَارِیْ  
تَجَاوَزْ عَنِ النَّبِیِّ



# خطبہ عبد الرحیم

مَعْنٰی بِہَا

وصایۃ النبی ﷺ بولایۃ علیؑ

سید لعل شاہ بخاری  
خطیب  
مدنی مسجد لائق علی چوک اہ کینٹ

قیمت :- ۱۵ روپے

تفاتیبا بخاری

20.01.87



# فہرست

صفحہ ۲۹ تا ۳۰	۱۲	نسائی کی روایات
صفحہ ۳۶ تا ۳۷	۱۳	مسند الامام احمد کی روایات
صفحہ ۳۸ تا ۳۹	۱۵	طبرانی کی روایات
صفحہ ۴۰ تا ۴۱	۱۶	مسند بزار کی روایات
صفحہ ۴۲ تا ۴۳	۱۷	مسند ابی داؤد الطیالسی کی روایت
صفحہ ۴۴ تا ۴۵	۱۸	مسند ترک حاکم کی روایات
صفحہ ۴۶ تا ۴۷	۱۹	نقوش اسانید حدیث الثقلین
صفحہ ۴۸ تا ۴۹	۲۰	نقوش حدیث الموالاة
صفحہ ۵۰ تا ۵۱	۲۱	نقوش حدیث الرحبہ ص ۶۱ تا ۶۲
صفحہ ۵۲ تا ۵۳	۲۲	مولانا نافع کی کتاب حدیث الثقلین پر تبصرہ
صفحہ ۵۴ تا ۵۵	۲۳	حرف آخر
صفحہ ۳ تا ۴	۱	پیش لفظ در بارہ وجہ تالیف
صفحہ ۵ تا ۶	۲	روایت من کنت مولاه فعلی مولاه کے بارہ میں علماء کا اختلاف
صفحہ ۷ تا ۸	۳	تضعیف کنندگان کے اقوال
صفحہ ۹ تا ۱۰	۴	تصویر کا دوسرا رخ
صفحہ ۱۱ تا ۱۲	۵	تصحیح کنندگان کے اقوال
صفحہ ۱۳ تا ۱۴	۶	روایت کی اصل حیثیت
صفحہ ۱۵ تا ۱۶	۷	تمہیدی مقدمات
صفحہ ۱۷ تا ۱۸	۸	خطبہ قدیر کا پس منظر
صفحہ ۱۹ تا ۲۰	۹	صحیح بخاری کی روایت
صفحہ ۲۱ تا ۲۲	۱۰	صحیح مسلم کی روایت حدیث الثقلین
صفحہ ۲۳ تا ۲۴	۱۱	ابن ماجہ کی روایتیں
صفحہ ۲۵ تا ۲۶	۱۲	جامع ترمذی کی روایتیں



## پیش لفظ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ  
اَمَّا بَعْدُ

راقم الحروف بندہ ناچیز احقر الوری سیدعل شاہ بخاری تجاوز عن ذنبہ الباری  
قارئین کرام کی خدمت میں عرض پر داز ہے کہ ۱۸ ذ الحجہ سن ۱۳۸۷ھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب  
مناسک حج ادا کرنے کے بعد اپس مدینہ تشریف لارہے تھے، خیم نامی ایک مقام پر جو حجفہ سے  
تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے، ایک تالاب کے کنارے درختوں کے جھنڈ میں پڑاؤ کیا اور  
نماز ادا کرنے کے بعد ایک اہم خطبہ دیا جسے علماء سیر قزاقیہ خطبہ غدیر خیم کے عنوان سے ذکر کرتے ہیں  
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران حج مختلف مواضع پر جو خطبات دیئے ان میں وداع کا تذکرہ  
پایا جاتا ہے اور خطبہ غدیر خیم میں بھی آپ نے اپنے وداع کا تذکرہ فرمایا چنانچہ حدیثنا کے بعد  
ارشاد فرمایا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ اَنْ يَّاتِيَنِي رَسُوْلٌ رَّبِّيْ  
فَاَجِيْبُ اے لوگو بیشک میں ایک انسان ہوں عنقریب میرے پاس رب کا فرستادہ آئیگا  
اور میں اجابت کروں گا مقصود یہ ہے کہ میری رخصت کا وقت قریب آگیا ہے پھر آپ نے  
بطور وصیت کچھ اشیاء کا تذکرہ فرمایا جو مختلف سندات سے مروی ہیں۔ اس خطبہ میں ان کلمات  
کا تذکرہ بھی ہے کہ اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْکُمْ الثَّقَلَيْنِ اَحَدُهُمَا کِتَابُ اللّٰهِ بِحَقِیْقٍ۔ میں  
تم میں دو وزن دار چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک ان میں اللہ کی کتاب ہے۔ اس خطبہ  
میں اہل بیت کا تذکرہ بھی ہے (واہل بیتی) اور خطبہ غدیر خیم کی بعض روایات میں یہ بھی ہے  
کہ آپ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے متعلق فرمایا من کنت مولاه فعلی مولاه  
کہ جس کا میں مولیٰ ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے، اور بعض روایات میں یہ کلمات بھی پائے  
جاتے ہیں اَللّٰهُمَّ وَاٰلِ مِنْ وَاٰلِہٖ عَادٍ مِنْ عَادِہٖ جِو علی کو دوست رکھے



تو بھی اسے دوست رکھ اور جو اس سے دشمنی کرے تو بھی اس کا دشمن ہو۔

اس خطبہ میں الفاظ من کنت مولاه فعلی مولاه کو حدیث مولانا یا حدیث ولایت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ رافضی اس روایت کے متعلق تو اتر کا دعویٰ کرتے ہیں اور اہل السنہ کی آراء مختلف ہیں چنانچہ ڈاکٹر غلام جیلانی برقی اپنی کتاب بھائی بھائی میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے متعلق علمائے اہل السنہ تین باتیں کرتے ہیں۔ اول ابن تیمیہ بخاری، ابراہیم حری، ابو محمد ابن حزم علامہ اسحاق ہرودی، ابن حجر مکی، ابو حاتم رازی، ابن خزمیہ اور چند دیگر محدثین اسے ضعیف سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بخاری و مسلم نے اس کی روایت نہیں کی۔

اس سے قبل مزائیوں کی طرف سے ایک ٹریکٹ شائع ہوا تھا حضرت ابوبکر کی خلافت کی پیشگوئی اور حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه کی تشریح ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا ماخذ بھی یہی رسالہ ہوا اور عین ممکن ہے کہ ان کا ماخذ نصیحة الشیعة ہو کیونکہ مضمون ص ۵۷ ذرہ ذرہ حضرت مولانا احتشام الدین مراد آبادی نے اپنی کتاب نصیحة الشیعة کے تیسرے حصے میں اس روایت کی تضعیف پر علمائے اہل السنہ کے اقوال نقل فرمائے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ نے منہاج السنہ میں لکھا ہے اَمَّا قَوْلُهُ مِنْ كُنْتَ مَوْلَاهُ فَعَلَى مَوْلَاهُ فَلَيْسَ فِي الصَّحَاحِ وَلَكِنْ مَّا هُوَ رِوَاةُ الْعُلَمَاءِ وَتَنَازَعُ النَّاسُ فِي رِوَايَتِهِ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول من کنت مولاه فعلی مولاه صحیح حدیثوں میں شامل نہیں ہے لیکن وہ اس قسم کی حدیثوں میں سے ہے کہ علمائے اس کو روایت کیا اور لوگوں نے اسکی صحت میں اختلاف کیا۔

فَنَقَلَ عَنِ الْبُخَارِيِّ وَابِرَاهِيمَ الْحَرَبِيِّ وَطَائِفَةٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِأَلْحَدِيثِ أَنَّهُمْ طَعَنُوا فِيهِ وَضَعَفُوهُ قَالُوا أَبُو مُحَمَّدٍ ابْنُ حَزْمٍ مِمَّا مِنْ كُنْتَ

چنانچہ بخاری، ابراہیم حری اور علمائے حدیث کے ایک گروہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اس حدیث میں طعن کیا اور اس کو ضعیف بتایا ابو محمد ابن حزم فرماتے



مولاه فعلی مولاه فلا یصح من طریق  
الثقات أصلاً۔  
کہ حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه نہیں ثابت  
سند ثقات سے ہرگز۔

علامہ صفہانی نے مطالع الانظار میں لکھا ہے :-

اماتولہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت  
مولاه فعلی مولاه فهو من باب الاتحاد  
وقد طعن فیہ ابن ابی داؤد و ابو  
حاتم الرازی وغیرہما من ائمتہ الحدیث  
علامہ اسحاق ہروسی لکھتے ہیں :-

قد قدح فی صحیحہ الحدیث کثیر  
من ائمتہ الحدیث کابی داؤد والواقدی  
وابن خزیمہ وغیرہم۔  
ابن حجر مکی لکھتے ہیں :-

الطاعون فی صحیحہ جماعت من ائمتہ  
الحدیث وعدولہم الرجوع الیہم  
فیہ کابی داؤد اسحتانی و ابی حاتم الرازی  
طعن کرنیوالے اس حدیث کی صحت میں حدیث - کلام  
کے ایسے ائمہ اور معتبر لوگوں کی جماعت جنکی طرف حدیث  
میں رجوع کیا جاتا ہے جیسے ابو داؤد اسحتانی اور اسحتانی  
ابو حاتم الرازی۔

اقوال بالانقل کرنے کے بعد مولانا احتشام الدین صاحب اپنی رائے بھی ان الفاظ میں لکھتے  
ہیں۔ اگر فقط اصحاب صحاح ستہ کو دیکھا جائے تو صحیح بخاری مسلم سنن ابی داؤد میں اس  
حدیث کا ذکر نہیں، فقط سنن ترمذی و سنن ابن ماجہ میں یہ حدیث بغیر الفاظ مذکور ہے۔  
ابن ماجہ نے اس حدیث کی حالت سے سکوت کیا۔ ترمذی نے حسن و غریب کہا حسن کے لفظ  
سے صحت کی نفی ہو گئی اور لفظ غریب ایک قسم کی جرح ہے۔ بہر حال ترمذی اور ابن ماجہ کے



مقابلہ میں بخاری اور ابوداؤد ضعیف کہنے والے ہیں نصیحتہ الشیخہ ص ۵۲۹ تا ص ۵۳۱  
 خالد محمود کتاب حدیث الثقلین کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ یہ روایت طرق تو اتر سے نقل ہوئی تو  
 درکنار خبر واحد کے طور پر بھی کسی سند صحیح سے ثابت نہ ہو سکی ص ۱۹

پھر ص ۲ پر نصب الراية ص ۳۶ ج ۱ کے حوالہ سے حافظ زبیری سے اسکی تضعیف نقل کی ہے  
 نیز حافظ ابن تیمیہ کی رائے بھی منہاج السنہ ص ۴۷ ج ۴ کے حوالہ سے نقل کی ہے (لا یصح من طریق  
 الثقات اصلاً)

پھر مولانا نافع صاحب بھی اسی کتاب کے ص ۱۰۳ پر لکھتے ہیں کہ پہلی گزارش یہ ہے کہ  
 اہل سنت کے بہت سے علماء امام بخاری ابن ابی حاتم، ابراہیم حربی، ابن ابی داؤد ابن خرم و غیرہم کو  
 غدیر خم کے موقع پر اخیذ کیا جانا اور من کنت مولاه فعلی مولاه او دلیہ کا فرمان جاری  
 ہونا اسکی صحت واقعہ میں کلام ہے ایضاً ص ۱۰۵ پر رقمطراز ہیں مولانا تھانوی نے اپنی تصنیف  
 بیان القرآن پارہ ششم آیتہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے حواشی مسمی تصحیح الاغلاط  
 متعلقہ جلد سوم مطبوعہ مکتبائی دہلی میں اس روایت ولایت من کنت مولاه کی عربی عبارت میں  
 طویل بحث کی جس میں اس روایت کے تمام طرق و راہیں جمع کر کے عققانہ تنقید فرمائی ہے۔

خطیب بغدادی کہتے ہیں حاکم صاحب مستدرک ثقہ ہے اور شیعہ کی طرف مائل ہے جب  
 اس نے کچھ احادیث جمع کیں اور انہیں علی شرط البخاری و مسلم صحیح کہا، ان میں حدیث طیر اور  
 حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه بھی تھی تو اصحاب حدیث نے ان روایات کا انکار کیا  
 اور حاکم کے قول کی طرف توجہ نہ کی تذکرۃ الحفاظ ص ۲۳ ج ۲۔ پھر مولانا نافع نے حدیث الثقلین  
 اور حدیث مولائے کے تمام طرق کو فراہم کر کے ان پر جرح کی ہے اور بزعم خود ثابت کر دیا ہے کہ ان  
 تمام روایات میں ایک روایت بھی سنداً صحیح نہیں۔

مولانا نافع کی یہ کوشش اس لحاظ سے قابل ستائش ہے کہ انہوں نے ائمہ حدیث کے اقوال  
 میں جو جرح مبہم تھی اسکی تفسیر کر دی ہے لیکن وہ اپنے دعوے کے اثبات میں کہاں تک کامیاب ہوئے



ہیں یہ فیصلہ ناموزن و مختار تحقیق ہے، آئندہ بطور کا انتظار کریں۔

تصویر کا دوسرا رخ :- علامہ ذہبی نے خود جناب علی المرتضیٰ کے مناقب میں اس روایت سے استناد کیا ہے تذکرۃ الحفاظ ص ۱۸۱۔ نیز حاکم کے ترجمہ میں خطیب بغدادی کے نظریہ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں اما حدیث من کنت مولاه فقد طرق بحیثیۃ وافردت ذالک ایضا حدیث من کنت مولاه فعلى مولاه کے بہت سے طرق جیدہ ہیں میں اس پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ تذکرۃ الحفاظ ص ۲۳۱ ج ۲۔

علامہ ابن حجر المکی الہیتمی فرماتے ہیں :-

انہ حدیث صحیح لا مرية فیہ  
و طرقا کثیرا جدا و کثیر من ایسدا  
صحااح او حسار  
المواثق المحرقہ ص ۲۲ و ص ۱۲۲ طبع  
بیشک یہ حدیث صحیح اسمیں شک کی بالکل  
نباش نہیں اور اس حدیث کے بہت سے  
طرق ہیں اور اسکی بہت سی سندیں صحیح  
یا حسن درجہ کی ہیں۔

حافظ نور الدین الہیتمی نے مجمع الزوائد جلد ۲۸ ص ۱۱۱ میں عنوان قائم کیا ہے ”قولہ  
صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاه فعلى مولاه“ اور ص ۱۰۳ سے ص ۱۰۹ تک  
بہت سی روایات لکھی ہیں اور بہت سی روایات پر صحت کا حکم لگایا ہے۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں تحت آیہ یَا أَيُّهَا الرَّسُولُ مَلَكْتُ هُنَّ كَذَرَاهُ انسانی  
باسناد جید قوی رجالہ ثقات و قال الذہبی انہ صحیح عن  
زید ابن ارقم عن الذہبی ان (من کنت مولاه فعلى مولاه) متواتر متیقن  
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالہ داما (اللهم وال من دالہ)

فزیادۃ قویۃ الاسناد۔ ترجمہ اس حدیث کونانی نے روایت کیا جس کی اسناد قوی جید  
ہے اور تمام تر رواۃ ثقہ ہیں۔ علامہ ذہبی نے کہا ہے کہ یہ حدیث زید ابن ارقم سے پایہ صحت کو  
پہنچی ہے اور علامہ ذہبی سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں من کنت مولاه فعلى مولاه



متواتر ہے اور یقین کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات کبھی نہیں اور  
 (اللهم وال من والاہ) کے کلمات کی نیاتی بھی قویۃ الاسناد ہے۔ قاضی ابوبکر ابن  
 العربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اما (اللهم وال من والاہ) فکلام صحیح و  
 دعوة مجابة العواصم من القواصم ص ۱۹۲۔

حافظ ابن کثیر ارشاد فرماتے ہیں :-

والمحفوظ في هذا ما رواه احمد عن ديع عن الاعمش عن سعد بن  
 عبيدة عن عبد الله بن بريدة عن ابيہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ  
 علیہ وسلم من كنت مولا فاعلى مولاہ۔

اس سلسلہ میں محفوظ روایت وہ ہے جسے امام احمد نے حضرت بریدہ سے روایت  
 کیا ہے۔ من كنت مولا فاعلى مولاہ البدایہ والنہایہ ص ۳۴۳ ج ۲، نیز حافظ صاحب  
 موصوف البدایہ والنہایہ ص ۳۴۶ تا ص ۳۴۹ میں اور صفحہ ۲ تا ص ۲۱۴ ج ۵ میں اس  
 روایت کی بہت سی سندات بیان کر کے بعض کی تصحیح کی ہے اور بعض کی تحسین کی ہے  
 پھر فرماتے ہیں کہ اس کے علاوہ بھی یہ روایت بعض دیگر صحابہ سے مروی ہے لیکن ان کی  
 اسانید ضعیف ہیں۔ محمد بن اسید درویش صاحب اسنے المطالب لکھتے ہیں :-  
 رواہ اصحاب السنن غیر ابی داؤد و رواہ احمد و صحیحہ و روی بلفظ من كنت مولاہ  
 فعلى وليه رواہ احمد و النسائی و المعاکم و صحیحہ اسنے المطالب ص ۲۲۱  
 علامہ غلبونی لکھتے ہیں :-

رواه الطبرانی و احمد و الضیاء فی المختارہ عن زید بن ارقم و علی و ثلثین من الصحابة بلفظ  
 اللهم وال من والاہ و عاد من عادہ۔ فالحدیث متواتر و مشہور  
 کشف الخفاء و منزلی الالباس ص ۲۴۲ ج ۲



ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

انہ حدیث صحیح لا مریت فیہ بل  
بعض الحفاظ عدد متواتر

اس حدیث کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں بلکہ بعض حفاظ حدیث نے اس کو  
متواترات میں شمار کیا ہے۔

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

اس حدیث صحیح است بیشک روایت کردہ انداز اثرات نزدہ صحابہ و بسیار از

اسانید آن صحاح و حسان است  
راشعنا للبعث ص ۶۶ ج ۱۴

سطور مذکورہ الصدر سے قارئین کرام کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ اس روایت کے بارہ

علمائے اہل السنۃ کی آراء میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے پس راقم السطور کا خیال ہے کہ

پوری تفتیح کر کے روایت کی اصل حیثیت کو واضح کر دیا جائے جن لوگوں نے اس روایت

کی تضعیف کی ہے ان میں سے مولانا نافع کی ماسوا کسی بزرگوار کی جرح مفسر منقول نہیں ہوئی

البتہ مولانا نافع نے کتاب حدیث الثقلین میں زعم خویش تمام سندات کو جمع کر کے

ان پر مفصل طور پر جرح مفسر کی ہے، اسلئے میں بھی اپنی زیر نظر کتاب حدیث الثقلین اور

حدیث مولانا کی تحقیق کے بعد کتاب حدیث الثقلین پر اپنی طرف سے تبصرہ کر دیا گا۔

وان اُرید الا اصلاح ما استطعت و ما توفیقی

الآبا اللہ

سید عل شاہ بخاری عفا اللہ عنہ



الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خاتم النبيين  
وسيد المرسلين وعلى آله واصحابه الذين شيدوا الدين  
باسم الخلفاء الراشدين المهديين اما بعد :

اس حدیث کی تحقیق کے لئے چند تمہیدی مقدمات کا بیان مفید ہوگا۔ اس لئے ان  
ان مقدمات کو بیان کیا جاتا ہے :-

**پہلا مقدمہ** جاننا چاہیے کہ اہل السنۃ والجماعۃ اور اہل الرافض والشیعہ کے مابین  
سنۃ خلافت میں شدید اختلاف و نزاع چلا آ رہا ہے۔ اہل السنۃ  
کے نزدیک پہلے برحق خلیفہ حضرت ابوبکر الصديقؓ ہیں اور دوسرے خلیفہ امیر المومنین  
عمر فاروقؓ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ انہیں شیخین کہا جاتا ہے۔ تیسرے برحق خلیفہ عثمان  
ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور چوتھے علی المرتضیٰؓ کرم اللہ وجہہ۔ ان دونوں کو  
مختلین کہا جاتا ہے۔ جمہور اہل السنۃ کے نزدیک ان کے مراتب بھی اسی ترتیب سے ہیں  
البتہ بعض اہل السنۃ حضرت علی المرتضیٰؓ کو حضرت عثمان ذی النورین پر مقدم سمجھتے ہیں۔  
شاید اسی لئے تفصیل اشخین و حب المختلین اہل السنۃ کا شعار قرار پایا ہے۔

**دوسرا مقدمہ** اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک خلیفہ کے تقرر کا حق امت ہی کو  
تفویض کیا گیا ہے کہ وہ شورے سے اپنی پسند کا خلیفہ منتخب کرے  
نیز خلافت کے بھی اقسام ہیں اور حصول خلافت کے بھی کچھ ذرائع ہیں ملخص من  
منصب امامت و ازالة الخفا

**تیسرا مقدمہ** رافضیوں کا دعویٰ ہے کہ خلافت صرف اہل بیت کا حق ہے  
اور حضرت علیؓ کی خلافت مخصوص تھی، وہ خلیفہ بلا فصل تھے  
ان کا حق غصب کر لیا گیا ہے مقصد یہ ہے کہ خلفائے ثلاثہ ان کے نزدیک غاصب تھے  
العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔



## چوتھا مقدمہ

رافضی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خلافت بلا فصل کے لئے جو سب

سے زیادہ صریح واضح اور بزم غولیش قاطع دلیل پیش کرتے ہیں وہ یہی

حدیث مولانا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ غدیر خم میں اہل بیت کے حقوق کے

کی وصیت فرمائی اور من کنت مولاه فعلی مولاه کا فرمان جاری کر کے حضرت

علی المرتضیٰ کی خلافت کا اعلان فرمایا۔ چونکہ لفظ "مولیٰ" لغوی طور پر بہت سے معانی

کا محتمل ہے اسلئے بلاقرنیہ واضحان کے مقصد اور عوے کو ثابت کرنے کے لئے یہ

روایت کافی نہیں تھی۔ فلہذا انہوں نے اس روایت کو اپنے مطلب کیلئے کارآمد بنانے

کی غرض سے دو چیزوں کا اضافہ اپنی جانب سے کیا پہلی چیز یہ پیش کی کہ آیت یا ایہا

الرسول بلغ ما انزل الیک میں اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا

کہ حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل کا اعلان کریں۔ آنحضورؐ نے اس حکم کی تعمیل میں

غدیر خم کے مقام پر خطبہ ارشاد فرمایا اور من کنت مولاه فعلی مولاه فرمایا کہ حضرت علیؑ

کی خلافت بلا فصل کا اعلان فرمایا یعنی مولیٰ بمعنی اولیٰ بالتصرف ہے مطلب یہ ہوا

کہ جس کا میں حکمران ہوں اس کا علیؑ بھی حکمران ہے پھر آیت نازل ہوئی (الیوم اکملت لکم دینکم) کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان سے یعنی علیؑ کی خلافت بلا فصل کے اعلان سے دین مکمل ہو گیا

یہ دوسرا اضافہ ہے جس کے بغیر افضیول کا مطلب پورا نہیں ہوتا۔

سیدہ زہری اور بات ہے در نہ از روئے لغت خلافت کی بات نہ روایت میں ہے

اور نہ آیت میں اور یہ دونوں آیتیں بر موقع غدیر نازل نہیں ہوئیں آیت "الیوم اکملت

لکم دینکم" نو ذی الحجہ عرفہ کے روز مقام عرفہ میں نازل ہوئی ہے۔ صحیح بخاری اور

دوسری کتابوں کی روایات شاہد ہیں اور آیت "یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک" اس سے

بھی پہلے نازل ہو چکی تھی اور اس جگہ مولیٰ کے معنی اولیٰ بالتصرف بھی بوجہ باطل ہے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ شوری خلافت

کے قائل تھے نامزدگی کے سرے سے قائل نہ تھے وہ حتماً جانتے تھے کہ

## پانچواں مقدمہ



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو نامزد نہیں کیا تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جب کہا کہ میں بنی ہاشم کی علامات مرگ پہچانتا ہوں، چلے حضور سے دریافت کر لیں حضرت علیؓ نے کہا کہ لا اسئلھا ابدًا کہ میں کبھی دریافت نہیں کروں گا۔ کیونکہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا تو پھر لوگ کبھی بھی ہمیں خلافت نہیں دیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ جو فرمایا کہ ”لا اسئلھا ابدًا“ میں کبھی سوال نہیں کروں گا، یہ اسیلے فرمایا کہ وہ جانتے تھے کہ آنحضور سائل امارت کو امارت نہیں دیتے تھے۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے اِنَّا لَا نُعْطِي مِنْ سِوَالِهِ وَلَا مِنْ حَرْصِهِ م ۱۵ ج ۲ کہ ہم سائل امارت اور حرص امارت کو امارت نہیں دیا کرتے۔ حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کی گفتگو سے یہ حقیقت بھی ظاہر ہو گئی کہ آنحضور نے کسی کو بھی نامزد نہیں کیا تھا ورنہ دریافت کرنے نہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا پھر جب آپؐ پر ابنِ عجم خارجی نے قاتلانہ حملہ کیا اور آپؐ نیا سے نصرت ہونے کی تیاری کر رہے تھے، آپؐ سے سوال کیا گیا الا تشخلف۔ آیا آپؐ اپنا جانشین نامزد نہیں فرماتے۔ فرمایا ”ما استخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستخلف“ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ نامزد نہیں فرمایا تو میں کس طرح نامزد کروں۔ علامہ ابن حجر اہتمی اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں کہ ”داخر الحاکم و صححه۔ الصواعق المحرقة م ۲ سند امام احمد کی روایات میں ہے“ قالوا استخلف علينا قال لا ولكن انتم كنتم ابي ما تترككم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سند امام احمد م ۱۵ ج ۱ و م ۱۳ ج ۱

اور اسی طرح مستدرک حاکم اور سنن بیہقی اور دوسری کتابوں میں بھی یہ روایت موجود ہے بعض روایات میں ہے کہ اہل عراق نے دریافت کیا کہ حضرت حسنؓ کو خلیفہ بنالیں تو فرمایا ”نعم ان رضیتہ“ ہاں اگر تم راضی ہو۔ یعنی خلیفہ نامزد نہیں کیا جاسکتا۔ قوم اپنی مرضی سے منتخب کر سکتی ہے معلوم ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نامزدگی کے



سرسے قائل ہی نہیں تھے، اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ نماز و نہیں فرمایا تھا۔  
شیعہ کی کتابوں میں حضرت علی المرتضیٰ کا وہ مکتوب درج ہے جو آپ نے حضرت معاویہ رضی  
اللہ عنہ کو لکھا تھا۔

إِنَّهُ بَايَعَنِي الْقَوْمُ الَّذِينَ بَايَعُوا  
أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُقَاتٌ وَعَلِيٌّ مَا  
بَايَعُوهُ إِلَّا مَا الشُّورَى لِمُحَا جِرِينَ  
وَالْأَنْصَارِ فَإِنْ اجْتَمَعُوا عَلَى  
رَجُلٍ وَسَمَوْهُ أَمَا مَا كَانِ ذَاكَ  
رَضِئُ (نہجۃ البلاغہ مترجم ص ۶۱۸)

میں نے یہ بیعت ان لوگوں سے کی ہے  
جنہوں نے ابوبکر، عمر، عثمان کی بیعت کی ہے  
اور اسی بات پر کہ ہے جس پر ان کی بیعت کی  
ہے بلکہ شوریٰ کا حق مہاجرین اور انصار کو  
ہے جب وہ کسی شخص پر مجتمع ہو جائیں اور اس کا  
نام امام رکھ دیں تو اس میں اللہ کی رضا ہوتی ہے۔

اس مکتوب سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ شوریٰ کے قائل تھے  
وہ اپنی امامت کو برحق سمجھتے کہ شوریٰ سے ملے ہوئی تھی، جیسے ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم  
برحق امام تھے کیونکہ ان پر مہاجرین و انصار مجتمع ہوئے تھے۔

بسیوں روایات حضرت علی المرتضیٰ سے مروی ہیں کہ وہ فرمایا کرتے  
تھے کہ ”خیر ہذا الامہ“ ابوبکر، ثم عمر رضی اللہ عنہما اور ان لوگوں  
کے لئے تعزیر کا اعلان فرمایا جو انہیں ابوبکر اور عمر سے افضل جانیں۔

انہوں نے اپنے عہد خلافت میں باوجود اختلاف رائے کے ان فیصلوں کو برقرار رکھا جو  
ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے اپنے ایام خلافت میں کئے تھے۔

ان جملہ شواہد کے پیش نظر ہم نہایت تحدی سے کہہ سکتے ہیں کہ اہل رفض و التشیع کا استدلال  
حدیث مولانا سے حضرت علی کی خلافت یا فضل پر کچھ تاگے سے بھی زیادہ کچا اور تار عنکبوت  
سے بھی زیادہ ناپائیدار ہے اور خود جناب علی المرتضیٰ کے نظریہ کے بھی برخلاف ہے۔  
وہ حسب علی کے دعویدار ہیں لیکن اتباع علی سے کوسوں دور ہیں، وہ باطل موضوع اور



من گھڑت افسانوں سے خلفائہ ثلاثہ کو غاصب اور دیگر صحابہ کو مردود قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں جس کی زد میں خود حضرت علی المرتضیٰ بھی آجاتے ہیں علمائے اہل السنۃ نے رافضیوں کے استدلال اور ان کے من گھڑت افسانوں کی نہایت شدت دقت سے تردید کی ہے چنانچہ حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھتے ہیں: اما قصہ من کنت مولاه فعلی مولاه اگرچہ صحیح است لیکن درآن ذکر خلافت نیست مولانا معنی ناصر و محب و مقتدے آمدہ است ایں قدر عاقل را کافیست (مجموعۃ الفتاویٰ مولانا عبدالحی ص ۲۵۹)

مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی شیخ الحدیث تحریر فرماتے ہیں :-

آپ نے غدیر خم پر جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے ایک خطبہ دیا جس میں یہ ارشاد فرمایا کہ میں ایک بشر ہوں ممکن ہے کہ عنقریب میرے پردگاہ کی طرف سے کوئی قاصد مجھے بلانے کے لئے آجائے اور میں اس دعوت کو قبول کروں۔ اشارہ اس طرف تھا کہ وفات کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ بعد ازاں اہل بیت کی محبت کی تاکید فرمائی اور حضرت علی کی نسبت فرمایا من حکمت مولاه فعلی مولاه جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کا دوست ہے خطبہ کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت علی کو مبارکباد دی اور حضرت بریدہ کا قلب بھی آپ سے صاف ہو گیا اور جو کدورت تھی وہ زائل ہوئی اس خطبہ اور ارشاد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ بتلانا تھا کہ حضرت علی اللہ کے محبوب اور مقرب بندہ ہیں، ان سے اور میرے اہل بیت سے محبت رکھنا مقتضائے ایمان ہے اور ان سے بغض اور عداوت یا نفرت اور کدورت سراسر مقتضائے ایمان کے خلاف ہے، حدیث کا مقصد فقط حضرت علی کی محبت کا وجوب اور اس کی فرضیت بیان کرنا ہے، امامت اور خلافت سے کوئی تعلق نہیں اور معمولی عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ محبت اور خلافت میں زمین و آسمان کا فرق ہے، محبت اور خلافت میں تلازم نہیں کہ جس سے محبت ہو وہ خلیفہ بلا فصل بھی ہو

رسیرۃ المصطفیٰ ص ۱۸۶ ج ۳

اسی طرح حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان القرآن میں رافضیوں کے انہی



افسانوں کی بھرپور تردید کی ہے اصل روایت کی تفصیف نہیں کی پھر فرمایا کہ علامہ آلوسی نے  
روح المعانی میں نہایت تفصیل سے اس کی تفتیش کی ہے وہیں دیکھ لی جائے بیان القرآن میں  
علامہ آلوسی نے جیسا کہ ہم بیان چکے ہیں کہ اصل روایت میں جنت مولاہ  
فعلی مولاہ کی تصحیح کی ہے اور اہل الرض کے اضافت موصوفہ اور استدلالات موقوفہ  
کا رد فرمایا ہے جو انہوں نے اپنی اغراض فاسدہ اور مقاصد باطلہ کے تحت اصل روایت  
کے ساتھ پیوست کر دیئے تھے حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ امداد الفتاویٰ ص ۲۴۲  
اور ص ۲۴۳ میں اصل روایت کو برقرار رکھا ہے اور رد افض کے من گھڑت افسانوں کو  
باطل ٹھہرایا معلوم ہوا مولانا تھانوی کے متعلق مولانا نافع کا بیان صحیح نہیں قارئین کی  
ملاحظہ اندازی کے لئے انہوں نے اس انتساب میں فعل شیع کا ارتکاب کیا ہے ہو سکتا  
ہے دوسرے بزرگواؤں کا معاملہ بھی ایسا ہی ہو۔

حافظ ابن حجر مکی کا قول جو مولانا احتشام الدین صاحب اور ڈاکٹر غلام حیلانی برقی  
نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ اس حدیث میں قدح کرنیوالوں کی ایک جماعت  
ہے الخ سو یہ صحیح ہے مگر حافظ صاحب موصوف نے اس روایت کی تصحیح فرمائی ہے  
ماغین اور قادیان کی سختی سے تردید کی ہے جیسا کہ ہم ان کی رائے بحوالہ الصواعق المرسلة  
ذکر کر چکے ہیں۔

مولانا احتشام الدین صاحب کا یہ کہنا کہ امام نسائی نے اس روایت کو نقل نہیں  
کیا یہ بھی واقع کے خلاف ہے جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے نیز علامہ آلوسی اور  
ابن حجر مکی کے اقوال میں قارئین ملاحظہ کر چکے ہیں۔

علامہ خالد محمود نے امام ابن تیمیہ کی طرف جو اس قول کی نسبت کی ہے خلاصہ  
من طریق الشقائق اصلاً "تو یہ نسبت بھی صحیح نہیں ہے۔ انہوں نے ابن حزم  
کا قول نقل کیا ہے۔ خود حافظ ابن تیمیہ بھی شاید حدیث میں جنت مولاہ فعلی مولاہ



کو ضعیف حسن درجہ کی سمجھتے ہیں۔ مسلم کی روایت حدیث ثقیل کی تصحیح کرتے ہیں اور ترمذی کی روایت کے یہ الفاظ معتقی داہلی بیہقی کو موضوع کہتے ہیں، جو حجتہ الوداع کے خطبہ میں وارد ہیں۔ نیز "اللهم وال من والاة" کے اضافے کو بھی محض کذب گمان کرتے ہیں

منہاج السنۃ ص ۴۵ ج ۴

یشک انہوں نے اس روایت کے بارہ میں تفریط سے کام لیا ہے۔ جو ان جیسے محقق امام کے شایان شان نہیں ہے۔ بہر حال جس شخص نے بھی قدح کی ہے وہ مبہم ہے مفسر نہیں اور بہت سے اکابر اہل السنۃ نے اس روایت کی تصحیح کی ہے۔ بہر صورت وہ ہر تقدیر خطبہ غدیر سنی شیعہ کی آویزش سے بے توقیر ہو کر رہ گیا ہے۔

اہل سنت کے نزدیک اس خطبہ کا پس منظر وہ نہیں خطبہ غدیر خم کا پس منظر ہے جو افضی بیان کرتے ہیں۔ بلکہ راویان حدیث نے خود اس کا پس منظر بیان کر دیا ہے صحیح بخاری کی روایت ہے:-

حضرت عبداللہ ابن بریدہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو خالد کی طرف بھیجا تاکہ وہ خمس کو قبض کریں۔ اور علی نے غسل کیا پس میں نے خالد کو کہا تو نہیں دیکھتا اس کیلئے پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا اے بریدہ تو علی کو مبعوض جانتا ہے۔ پس میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ تو اسے مبعوض نہ جانتا کیونکہ اس کا حصہ خمس میں اس سے زائد ہے۔

عن عبداللہ ابن بریدہ عن ابيه  
قال بعث النبي صلى الله عليه وسلم  
علياً الخالد ليقبض الخمس وكنت  
ابغض علياً وقبضاً فقلت لخالد  
الا تترى هذا -

فلما قدمنا على النبي صلى الله عليه وسلم  
ذكرت ذلك له فقال يا  
بريد بن جراح انك تعلم انك  
لا تبغضه فان له في الخمس اكثر  
من ذلك صحیح بخاری ص ۶۲ ج ۲



یہی وہ واقعہ ہے جس سے متاثر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ غدیر خم ارشاد فرمایا چنانچہ ملا علی نقاری فرماتے ہیں: ۱۰ اصلہ فی الصحیح مرقاۃ ص ۲۲۱ ج ۲ کہ روایت کا اصل پس منظر صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ صحیح بخاری ص ۶۲۳ ج ۲ امام بخاری کی عادت ہے کہ وہ اس قسم کے اقوال میں اجازت کا نام لیتے ہیں ورنہ حدیث ثقیلین مسلم کی روایت سے اور سند امام احمد و نسائی اور خصائص میں حضرت بریدہؓ سے منکنت مولانا فعلی مولانا کے الفاظ مروی ہیں جیسا کہ ہم آگے چل کر ذکر کریں گے۔ کاش امام بخاری پوری تفصیل سے روایت بیان کر دیتے تو ہمیں دوسری طرف رجوع نہ کرنا پڑتا۔ امام بخاری نے ضعیف سمجھ کر خطبہ غدیر کو ترک نہیں کیا بلکہ اسکا رجحان طبعی ہے کہ وہ اس قسم کی بحث میں تفصیل سے اجتناب کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے اپنی صحیح میں اس روایت کا تذکرہ کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ نے مروان بن الحکم کو یزید کی بیعت و ولایت عہد کے متعلق لکھا تو مروان نے خطبہ میں یزید کا تذکرہ کیا اور کہا کہ امیر المؤمنین کا خیال ہے کہ یزید کو ولی عہد مقرر کر دیں تو حضرت عبدالرحمن ابن ابی بکرؓ اٹھ کھڑے ہوئے فقال عبد الرحمن ابن ابی بکر شیا "مروان نے کہا خذوہ" اسے پکڑو ہنگامہ بپا ہو گیا اور عبدالرحمن ام المؤمنین حضرت عائشہؓ طاہرہؓ کے گھر چلے گئے۔

صحیح بخاری ص ۱۵

امام بخاری نے شیا کا لفظ بول کر بات کو محمل اور مبہم کر دیا۔ ورنہ دوسری روایات میں یہ الفاظ موجود ہیں "اھرقلیۃ ہذا آیا یہ ہر قلیۃ" ہے کہ باپ بیٹے کو ناز کرنے کے بغیر اسی طرح حدیث الباب میں امام بخاری نے وہی روش اختیار کی۔

حضرت بریدہؓ کو "لا تبغضہ" فرمانے کے بعد حضورؐ نے محسوس کیا کہ شاید بعض قلوب میں بغض علیؓ موجود ہے اور ہو سکتا ہے معاملہ تبدیل ہو جائے تو ضرورت محسوس کی ایک طویل خطبہ میں اہل بیت کے حقوق کے تحفظ کی وصیت فرمائی اور خاص طور پر علی المرتضیٰؑ کی منقبت ایسے انداز میں فرمائی کہ دلوں کی کدریں دھل جائیں اور حب علیؑ قلب جگر کی گہرائیوں میں اتر جائے۔

غزوہ خیبر میں حضرت علی کے حق میں فرمایا تھا "یحب اللہ ورسولہ وعبدہ"

اللہ ورسولہ" صحیح بخاری صفحہ ۶۰۵ کہ علی رضی اللہ عنہ اس

کے رسول کے محب بھی ہیں اور محبوب بھی۔ محبوبیت علی کی اس شان کے باوجود بھی حضرت بریدہؓ اور بعض دیگر صحابہ کا اعتراف موجود ہے کہ وہ علیؓ کو مغضوب رکھتے تھے۔ اسی خطبہ سے ان کے قلوب صاف ہو کر حب علی سے معمور ہو گئے۔ تاہم امت میں ایسے افراد بھی موجود تھے جن کے دلوں کے آئینے اس خطبہ کے باوجود مکر رہے۔

خوارج کا بیڑا آنحضرتؐ کی پیشگوئی کے مطابق عداوت علی کی وجہ سے غرق ہوا۔ ایسا وقت بھی امت پہ آیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کو برلاسب و شتم کیا جاتا تھا۔ اس قسم کے لوگ بھی برسرِ اقتدار آئے جن کے خوف سے حضرت علی المرتضیٰ کا نام لینا بھی دشوار ہو گیا تھا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ آپ نے رسول اللہؐ کو دیکھا نہیں ہے۔ پھر آپ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کہتے ہیں۔ فرمانے لگے اے عزیز بھتیجے میں ایسے زمانے میں ہوں یعنی حجاج بن یوسف کے اقتدار کا زمانہ جس میں علی ابن طالب کے ذکر کی استطاعت نہیں رکھتا پس جہاں براہ راست نبی علیہ السلام کی طرف نسبت کر دوں سمجھوں کہ وہاں علی ابن ابی طالب سے سنکر میں نے روایت کی ہے۔ غیرانی لا استطع ان اذکر علیاً مقدماً ہر اسیل ابی داؤد ص ۴

خلاصہ تذہیب الکمال فی اسماء الرجال ص ۶۶ الکواکب الدریۃ ص ۱۸۲ تہذیب الشکور میں مذکور ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اہل شام ہمیں اس لئے مغضوب سمجھتے ہیں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں لو کہنا حضور الکنا نعین علیاً علی معادینہ۔ اگر ہم بر موقد حاضر ہوتے تو حضرت علیؓ کی اعانت کرتے۔ حضرت معاذیہؓ کے خلاف تمہید ص ۱۸۲

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر حب آل بیت کی وجہ سے رافضی ہونے کا



فتویٰ لکایا چنانچہ وہ فرماتے ہیں :-

لوكاں المرفض حب آل محمد - فليعلم الثقلان انى راصى  
ام نساى كى موت كا واقعہ تاريخ كا ايك مشہور واقعہ ہے کہ مناقب على كے بيان  
كى پاداش ميں شہيد كئے گئے .

حاکم صاحب مستدرک پر تشیع کا الزام حدیث مولائے کے بیان کرنے پر لگایا گیا۔  
اور آج بھی کتنے ہیں جو حب علی کو مقصد ایمان بھی کہتے ہیں اور حدیث مولائے

کو موضوعات شیعہ سے شمار کرتے ہیں (وهذا العصرى من الصنيع بديع)

حال ہی میں ایک محقق کا مضمون ماہنامہ الحق میں شائع ہوا جس کا عنوان تھا  
جن غدير کی حقیقت۔ انہوں نے لکھا کہ فرقہ اثنا عشریہ کے مجتہدین اور کتابیں  
دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ نے غدير خم نامی مقام پر قیام فرمایا اور من كنت مولاه

فعلى مولاه ارشاد فرما کر حضرت علی کی خلافت کی بیعت کرائی، مختص  
بوجہ ذیل یہ واقعہ کبھی واقع نہیں ہوا۔ اور اس کے محض فرضی اور عبد اللہ ابن سبا  
کے ایک کامیاب حملے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ مکہ اور مدینہ کے درمیان آج تک کوئی  
نزل غدير خم نام کی نہیں ہے

دُوبنا ہو جنہیں وہ دُوب جاتے ہیں کنارے پر

مولانا عبد الحلیم صاحب نے واقعہ غدير خم کا انکار کر کے تاریخ عالم میں کوئی نئی اور  
غیب مثال پیش نہیں کی۔ اس سے بھی عجیب تر مثالیں ملتی ہیں۔ اپنے مدعا کے خلاف  
بیل کی قوت سے مرعوب ہو کر کسی چیز کی واقعیت سے انکار کر دینا مغلوب الغضب  
مقہور الحجہ اور سلوب البصیرۃ ہر نیکی علامت ہے اور اس کے بکثرت نظائر  
وجود ہیں۔ ایک گروہ نے واقعہ جل و صفین کا سرے سے انکار کر دیا مفتی محمد شفیع  
صاحب لکھتے ہیں شرح موائت مقصد بلع میں ہے :-

سے وہ فتنے اور جنگیں جو صحابہ کے دربار  
واقع ہوئے تو فرقہ شامیہ نے ان کے  
دقوع ہی کا انکار کر دیا اور کوئی شک  
نہیں کہ حضرت عثمان کی شہادت اور اقرار  
صفین جس تو اتر سے ثابت ہے یہ اس کا  
بے دلیل انکار ہے۔

أَمَّا الْفِتْنَةُ وَالْحَرْبُ وَالْوَأَقَةُ  
بَيْنَ الصَّحَابَةِ فَالْشَّامِيَّةُ أَنْكَرُوا  
وَقَوَّعُوا وَلَا شَكَّ أَنَّ مَكَابِرَ التَّوَاتُرِ  
فِي قَتْلِ عُثْمَانَ وَدَافِعَةِ الْجَمَلِ  
وَالصَّفِينِ -

شرح مواقف مصر ص ۲۴

فالشامیہ انکو دافرقہ شامیہ نے انکار کیا ہے بہو مسلم کا نتیجہ ہے ہمارے پاس  
جو نسخہ ہے اس میں یہ الفاظ ہیں (فالشامیہ من معتزلة انكر دقوعها)  
معتزله میں سے شامیہ فرقہ نے ان واقعات کا سرے سے انکار کیا ہے۔ شرح مواقف  
ص ۲۴ اور یہی صحیح ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں :-

قد حكى عياض عن هشام وعباد  
قاضي عياض رحمۃ اللہ نے هشام اور عباد  
سے حکایت کی ہے کہ انہوں نے واقعہ جمل کا  
انھا انکر واقعتہ الجمل اصلاً و  
راساً (التلخيص الحبير ص ۳۴)  
سرے سے ہی انکار کر دیا ہے۔

ڈاکٹر طہ حسین اور نیاز فتح پوری نے عبد اللہ ابن سبا کی شخصیت سے انکار کر دیا  
ہے۔ چنانچہ نیاز فتح پوری عباسی صاحب کی کتاب خلافت معاویہ و یزید پر تبصرہ کرتے  
ہوئے لکھتے ہیں۔ اسی بنا پر ڈاکٹر طہ حسین نے لکھا ہے :-

ابن السواد لم يكن الا وهما كه عبد الله ابن سبا  
ان کا کوئی وجود بالفعل نہ تھا سوائے وہم کے معلوم ایسا ہوتا ہے ابن السواد کا وجود  
اہل شیعہ کے مخالفین کا پیدا کیا ہوا تھا اور اس سے مقصود یہ تھا کہ شیعیت میں عنصر  
یہودیت کا شمول ظاہر کر کے اسے مطعون کیا جائے۔ خلافت معاویہ و یزید پر تبصرہ ص ۲۴



محمود عباسی نے مقام المحوٰب کا سرے سے انکار کیا ہے۔  
 نیز عمار بن یاسرؓ کی شہادت فی الصیفین کا بھی انکار کیا ہے۔  
 اور حضرت حسینؓ کے شہرتن سے جدا کئے جانے کا بھی انکار کیا ہے۔ حالانکہ یہ امور  
 احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔

پدیز صاحب فرماتے ہیں کہ قربانی کا لفظ بھی قرآنی نہیں، قوت استدلال ملاحظہ فرمائیں  
 یعنی نماز لفظ غیر قرآنی ہو تو فرضیت نماز قرآن سے ثابت نہ ہوگی لیکن ہم یقین سے کہہ سکتے  
 ہیں کہ قربانی کا لفظ بھی قرآنی ہے اذ قرَّبَّا قَرْبَانًا الخ۔ ہتے یا تینا بقربان تامکہ النار  
 کتے دھڑے سے پدیز صاحب نے قرآن کی دو آیتوں کا انکار کر دیا ہے۔

بیکانیر کے ایک گروہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ہی سرے سے انکار کر دیا۔  
 مولانا عبدالحی صاحب اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں :-

الاستفتاء۔ شہر بیکانیر میں ایک گروہ کہتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین  
 نہیں تھے وہ آسمان سے بھیجے گئے تھے اور یہ گروہ میلاد گریو الوں سے پرہیز کرتا ہے۔

مجموعۃ الفتاویٰ ص۔

بلا ریب اس گروہ نے احادیث چھوڑ کر ان کی متعدد آیات کا انکار کر ڈالا جب ایسے  
 فلولج الدماغ دنیا میں موجود ہیں تو مولانا عبدالحلیم نے اگر صحیح مسلم، سند امام احمد، سنن نسائی  
 ابن ماجہ اور دیگر کتب احادیث و تفاسیر و تواریخ و لغات کی تصریحات کے علی الرغم غدیر خم  
 کا انکار کر دیا تو کیا ہوا۔ کذا قال الذین من قبلہم مثل قولہم تشابہت  
 سلوبہم قد تبینا الآیات لقوم یوقنون۔

# صحیح مسلم کی روایت حدیث الثقلین

یزید ابن حبان حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں اور  
 حصین اور عمر بن مسلم زید بن ارقم کے پاس آئے جب ہم  
 بیٹھ گئے تو حصین نے انہیں کہا اے زید اپنے پیغمبر کو  
 پایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اے زید  
 ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جو آپ نے ان سے  
 سنی ہے سنائیں انہوں نے فرمایا اے بھتیجے میری عمر زیادہ  
 گئی ہے اور زمانہ گزر گیا ہے میں بعض یادداشتوں کو بھول  
 چکا ہوں پس جو بیان کروں اسے قبول کرو اور جو نہ بیان کروں  
 اس کی تکلیف نہ دو پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ایک دن کھڑے ہوئے ہم میں خطبہ دیتے تھے پانی کے کنارے ہم  
 کہا جاتا ہے کہ اور مدینہ کے درمیان پس اللہ کی حمد بیان کی کہ  
 ثنا کہی اور وعظ اور تذکیر کی اس کے بعد فرمایا اما بعد خبر دو  
 اے لوگو! بیشک میں ایک انسان ہوں قریب کہ میرے رب کا  
 فرستادہ میرا پس آئے اور میں اجابت کروں یعنی میری رخصت کا  
 وقت قریب آگیا ہے اور میں تمہارے نزدیک دو ذرا چیریں چھو  
 جا رہا ہوں ایک ان میں سے اللہ کی کتاب ہے اس میں ہدایت  
 اور نور ہے پس پکڑو اللہ کی کتاب کو تلک کہ ساتھ اس کے  
 پس براۓ نعمت کیا اللہ کی کتاب پر اور ترغیب دی اس میں اور پھر  
 فرمایا اہل بیت میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارہ تئذ تکیر کرتا ہوں میں  
 تمہیں اہل بیت کے بارہ میں تذکیر کرتا ہوں۔

حدثني يزيد بن حبان قال انطلقت انا وحصين  
 وعمر بن مسلم الى زيد بن ارقم فلما جلسنا اليه  
 قال حصين لقد لقيت يا زيد خيرا كثيرا رايت  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم حديثا يا زيد ما سمعت  
 من رسول الله صلى الله عليه قال يا ابن اخي والله لقد  
 كبرت سني وقدم عمري ونسيت بعض الذي  
 كنت اعلم فاحدثكم فاقبلوه وما لا فلا تظفوني به  
 ثم قال قام رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما  
 فبنا خطيبا بجمع يدعى خطابين مكة والمدينه  
 عند الله واثني عليه ووعظ وذكر ثم قال اما بعد  
 الا ايها الناس فانما انا بشري وشك ان ياتي رسول  
 ربي فاجيب وانا تارك فيكم الثقلين اولهما  
 كتاب الله فيه الهدى والنور فخذوا بكتاب الله  
 واستمسكوا به فمشت على كتاب الله ورغب فيه  
 ثم قال واهل بيتي اذكرهم الله في اهل بيتي  
 واذكرهم الله اهل بيتي -

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۹۹)



مسلم کی اس روایت میں جن دو وزن پر چیزوں کا تذکرہ ہے ایک ان میں اللہ کی کتاب قرآن عزیمت ہے خود آنحضور کے الفاظ ہیں اور لہذا کتاب اللہ دوسرا ثقل تو بظاہر معلوم ہوتا ہے دہل بیتی حضور فرماتے ہیں کہ وہ میرے اہل بیت ہیں البتہ یہاں ثانیہما کا لفظ روایت میں مذکور نہیں۔ مگر دہل بیتی میں دو عطف فریمہ ہے کہ ثانیہما محذوف ہے کیونکہ اس کا عطف کتاب اللہ پر ہے جب کتاب اللہ ثقل اول ہے تو دوسرا ثقل اہل بیت ہی ہوں گے۔ چنانچہ محدثین کرام نے تصریح کی ہے کہ ثانیہما اہل بیتی کہ دوسرا ثقل اہل بیت ہیں۔

## سنن ابن ماجہ کی روایتیں

ابن ماجہ کی پہلی روایت (حدیث موالاة)  
 حدثنا علی بن محمد ثنا ابو الحسن  
 اخبرنی حماد بن سلمہ عن علی بن زید ابن جعدان عن عدی بن ثابت عن ابراء ابن عازب  
 قال اقبلنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 فحجته التي حج فتنزل في بعض الطريق  
 فامر الصلوة جامعة فاحذ بيد علي فقال  
 است اولي بالمؤمنين من انفسهم قالوا  
 بلى قال فخذ اولي من انا موالاه اللهم  
 وال من دالاه وعاد من عاداه  
 (سنن ابن ماجہ ص ۱۲)  
 حدثنا علی بن محمد ثنا ابو الحسن  
 اخبرنی حماد بن سلمہ عن علی بن زید ابن جعدان عن عدی بن ثابت عن ابراء ابن عازب  
 روایت ہے براء ابن عازب فرماتے ہیں کہ ہم آئے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس سال میں  
 جس میں حضور نے حج کیا پس آپ نے راستہ میں حل  
 فرمایا اور حکم دیا کہ الصلوة جامعہ پھر آپ نے حضرت علی کا  
 ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ میں "اولی بالمؤمنین من انفسهم"  
 نہیں ہوں؛ انہوں نے کہا ہاں پس فرمایا یہ (یعنی علی)  
 ولی ہیں اس شخص کے جس کا میں مولا ہوں۔ اے اللہ دوست  
 رکھ اسکو جو اے دوست رکھے اور دشمن رکھے اسے جو اس  
 سے دشمن رکھے۔

رواۃ کا تعارف: علی بن محمد ابو الحسن نہایت ثقہ راوی ہیں تقریباً ۲۲۲ تذکرہ ص ۲۹ ج ۲  
 حماد بن سلمہ صحیحین کا راوی ہے کتاب الجمع بین رجال الصحیحین ص ۱۳

علی ابن زید ابن جلعان - صحیح مسلم کا راوی ہے کتاب الجمع ص ۳۵۸  
عدی بن ثابت - صحیحین کا راوی کتاب الجمع ص ۳۹۸  
براء ابن عازب رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔

اس روایت کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ نے عن عفان عن حماد بن سلمہ عن علی بن زید  
روایت کیا ہے۔ مسند احمد ص ۲۸ ج ۲۔

نیز عبد الرزاق نے معمر بن علی بن زید ابن جلعان روایت کیا ہے البدایہ النہایہ ص ۳۲۹ ج ۳،  
پس یہ روایت صحیح علی شرط مسلم ہے۔

تنبیہ اول :- علی ابن زید بن جلعان میں قدے ضعف ہے مگر تاہم مسلم کا راوی ہے۔  
نیز اس روایت کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ نے علی بن ہارون عن عدی ابن ثابت  
عن البراء بن عازب روایت کیا ہے جس سے روایت کی مزید تقویت ہو جاتی ہے۔

ایضاً یہ روایت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔  
موسیٰ بن عثمان بن ابی اسحاق عن براء بن عازب البدایہ النہایہ ص ۳۳۰ ج ۳،  
فازدادت الروایت قوۃ پس روایت قوت میں اور زیادہ بڑھ گئی۔

تنبیہ ثانی :- اس روایت میں اللہ وال من والہ وعاد من عادہ کے الفاظ موجود ہیں۔  
پس معلوم ہوا کہ امام ابن تیمیہ کا یہ قول کہ اما الزیادۃ وہی اللہ وال من والہ وعاد من عادہ  
قلاریب انہ کذب، بعید عن الحق ہے۔

تعجب ہے امام ابن تیمیہ پر کہ اس روایت کو کذب کہتے ہیں حالانکہ خود علی ابن زید کی ایک  
روایت سے استناد کرتے ہیں دیکھئے منہاج السنۃ ص ۱۳ ج ۱

(وهذا المعنى من المبتدع بدیع)





## سنن ابن ماجہ کی دوسری روایت : (حدیث مولانا)

عن علی ابن محمد حدثنا ابو معاویہ حدثنا موسیٰ بن مسلم عن ابن سابط وهو عبد الرحمن عن سعد بن وقاص قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كنت مولاه ففعل مولاه مقتبس من حدیث طویل ۔ سنن ابن ماجہ ص ۱۲

ابن ماجہ

رواۃ کا تعارف : علی ابن محمد راوی نہایت ثقہ ہے تذکرۃ الحفاظ ص ۲۹ ج ۲ و تقریب ص ۲۴۸ ابو معاویہ - صحیحین کا راوی ہے ۔ کتاب الجمع ص ۲۳۶ ج ۲ موسیٰ بن مسلم - یہ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کا راوی اور ثقہ ہے ۔ وثقہ ابن سعدین وغیرہ ص ۲۲۲ ج ۲ عبد الرحمن بن سابط - صحیح مسلم کا راوی ہے کتاب الجمع ص ۲۹ ج ۱

سعد بن ابی وقاص صحابی ہیں ۔ سابق الاسلام ہیں اور عشرہ مبشرہ کے فرد ہیں اور شوریٰ کے رکن ہیں پس ابن ماجہ کی یہ روایت بھی قطعاً صحیح ہے ۔ علامہ المہشمی نے حضرت سعد بن ابی وقاص کی اس روایت کے متعلق لکھا ہے ۔ رواہ البزار در جبالہ ثقات ۔ مجمع الزوائد ص ۱۰۹ ج ۹ پس ثابت ہوا کہ ابن حزم کا یہ قول "لا تثبت بطریق الثقات اصلاً" البتہ الخ ہے

## جامع ترمذی کی روایات

### جامع ترمذی کی پہلی روایت : (حدیث ثقلین)

علی ابن منذر الکوفی حدثنا محمد بن فضیل انہما عن اعمش عن عطیہ عن ابی سعید الخدری عن قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انی تارک ما ان تمسکتم به لن تضروا البعدی الخ ہذا حدیث حسن غریب ۔ اس روایت میں عطیہ عوفی راوی مختلف فیہ ہے لہذا یہ روایت ضعیف ہے ۔ پایہ صحت کو نہ پہنچ سکی ۔ مگر تاہم حسن ہونے کی وجہ سے مناقب کے باب میں قابل پذیرائی ہے ۔

### جامع ترمذی کی دوسری روایت : (حدیث ثقلین)

عن علی ابن المنذر کوفی حدثنا محمد بن فضیل انہما عن اعمش عن جیب

ابو ثابت عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک

فیکم الثقیلین الخ

رواہ کاتعارف : علی بن المنذر ترمذی نسائی ابن ماجہ کارادی ہے ۔ صدق تشیع تقریباً

قال ابن ابی حاتم صدق ثقة وقال النسائی شیعی محض ثقة میزان الاعتدال ص ۱۵۷

محمد فضیل ۔ یہ صحیحین کارادی ہے ۔ کتاب الجمع میں رجال الصحیحین ص ۴۲

الاعمش ۔ یہ بھی صحیحین کارادی ہے ۔ " " " " ص ۱۶۹

عیب ابن ابی ثابت ۔ یہ بھی صحیحین کارادی ہے ۔ " " " " ص ۹۷

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں ۔

اس حدیث میں علی بن المنذر کے علاوہ جملہ روایہ صحیحین کے راوی ہیں اور علی بن منذر کی حدیث

وثقاہت مسلم ہے البتہ متشیع ہے اور متقدمین کے ہاں محض تشیع جرح نہیں ہے ۔ رفض جرح ہے

قلہ ترمذی کی یہ روایت صحیح ہے ۔

جامع ترمذی کی تیسری روایت : (حدیث موالاة)

حدثنا محمد بن بشار حدثنا غندر محمد بن جعفر حدثنا شعبہ

حدثنا سلمہ بن کھیل سمعت ابا الطفیل یحدث عن ابی السرحیہ اور زید بن ارقم

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاه فعلم مولاه ۔ الخ

رواہ کاتعارف : محمد بن بشار صحیحین کارادی ہے ۔ کتاب الجمع ص ۲۳۵

غندر محمد بن جعفر " " " " ص ۲۳۶

شعبہ " " " " ص ۲۱۸

سلمہ بن کھیل " " " " ص ۱۹۰

ابو الطفیل ابو سرحیہ اور زید بن ارقم صحابہ ہیں ۔

بشر ترمذی کی یہ روایت قطعاً صحیح ہے اور علی شرط الشیخین ہے ۔



چنانچہ حاکم نے مستدرک میں اس روایت کو صحیح علی شرط اشعین کہا ہے۔ متذکر حاکم ص ۱۹  
لیکن امام ترمذی نے اس روایت کی تحسین کی ہے۔ تصحیح نہیں کی۔  
مافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ امام ترمذی نے اسی سند کے ساتھ مروی ایک دوسری روایت کی تصحیح کی ہے  
البدایہ النہایہ ص ۵

امام ذہبی لکھتے ہیں :-

حسنہ الترمذی ولم یصححه ابن شعبہ  
رواہ عن میمون ابی عبد اللہ عن زید  
بن ارقم والظاهر انہ عن الشعبہ  
من المطریقین والاول رواہ البزار  
عن غندر  
امام ترمذی نے اس کی تحسین کی ہے تصحیح نہیں کی  
کیونکہ شعبہ نے اس روایت کو میمون ابی عبد اللہ سے  
روایت کیا ہے اور میمون ابی عبد اللہ مختلف فیہ روای  
ہیں لہذا امام ترمذی سمجھے کہ شاید روای نے میمون کی بجائے  
سلم بن کہیل کا ذکر کر دیا ہے پس روایت پر حسن ہونے  
کا حکم لگا دیا۔ لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت  
شعبہ کے پاس دو طریقوں سے ثابت ہے۔

تاریخ الاسلام ذہبی ص ۱۹۶

مقصود یہ ہے کہ یہ روایت صحیح ہے اور وہ دوسری میمون الی روایت

بھی حسن لذاتہ اور صحیح لغیرہ ہوگئی کیونکہ اسکی تقویت اس صحیح روایت سے ہو جاتی ہے۔

حدیث موالاة

جامع ترمذی کی چوتھی روایت :

حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا جعفر بن ابی سليمان عن يزيد الرشك عن مطر بن عبد الله -

عن عمران بن حصين قال بعث رسول الله

صلى الله عليه وسلم جيشا قد استعمل عليهم

علي بن ابي طالب ففرض في السرية فاصاب

جارية فانكرها عليه وتعاهدا ربعة من

اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا

من المراسم

اذ اتقينا رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 اخبرنا و بما صنع علي فكان المسلمون  
 اذ ارجعوا من السفر بدءوا بالرسول الله  
 صلى الله عليه وسلم فسلموا عليه ثم انصرفوا  
 الى رحالهم فلما قدمت السريته سلموا  
 على النبي صلى الله عليه وسلم فقاموا حذر  
 فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم لم  
 تر الى علي بن ابي طالب صنع كذا فاعرض عند  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قام الثاني  
 فقال مثل مقالة فاعرض عنه ثم قام الثالث  
 فقال مثل مقالة فاعرض عنه فقام الرابع  
 فقال مثل ما قالوا فاعرض فاقبل اليهم رسول  
 الله صلى الله عليه وسلم والفضب يعرف في  
 وجهه فقال ما تريدون من علي ما تريدون  
 ما تريدون من علي ان عليا هني وان الله  
 وهو ولم كل مو من بعدى .  
 هذا حديث حسن غريب لا نعرفه الا  
 من حديث جعفر بن ابى سيمان

کریں گے کہ علی نے یہ کچھ کیا ہے اور مسلمان جب  
 سفر سے لوٹے تو پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم سے ملاقات کرتے اور سلام کہتے پھر اپنے گھروں  
 میں جاتے۔ جب وہ دستہ لانا تو نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو سلام کیا۔ پس ایک صحابی ان چھا  
 میں سے کھڑا ہوا اور کہا آپ نہیں دیکھتے کہ  
 علی نے ایسے ایسے کیا۔ آپ نے اعراض فرمایا  
 تو دوسرا کھڑا ہوا۔ اس نے بھی وہی گفتگو  
 کی۔ آپ نے اعراض فرمایا۔ پس  
 تیسرا کھڑا ہوا اس نے بھی وہی مقدمہ دہرایا  
 آپ نے اعراض فرمایا پس چوتھا کھڑا ہوا اس  
 نے بھی وہی کہا جو پہلوں نے کہا تھا۔ پس  
 حضور ان کی طرف متوجہ ہوئے اور غضب آپ  
 کے چہرے سے بچانا جاتا تھا۔ فرمایا تم علی سے  
 کس چیز کا ارادہ کرتے ہو تم علی سے کس چیز کا ارادہ  
 کرتے ہو تم علی سے کیا چاہتے ہو علی مجھ سے بے ادبی  
 علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔  
 یہ روایت حسن غریب ہے جعفر بن ابی سیمان کے سوا  
 کسی دوسرے راوی نے اسے روایت نہیں کیا۔



# نسائی کی روایات

ابن الکبریٰ کی روایت

روایت الثقلین والموالات

محمد بن المثنیٰ عن یحییٰ بن حماد عن ابی معاویہ عن الامشش عن حسیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم -

قال لما جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم من حجة الوداع ونزل بغدير خم امر بدوحات فقم ثم قال كافي قد دعيت فاجبت اذ قد تركت فيكم الثقلين كتاب الله وعترتي اهل بيتي فانظروا كيف تحلفون فيهما فانما لن يتفرقا حتى يردا على الحوض ثم قال اللهم واد لي كل مؤمن ثم اخذ بيد علي فقال من كنت مولاه فهذا ولي الله وال من داله وعاد من عاداه الخ

بِسْمِ سَوَلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حُجَّۃُ الْوَدَاعِ نَہْ یَہْ ہُوئے فذیر خم پر نزول فرمایا اور دختوں نے جھنڈے نیچے صفائی کا حکم دیا اور وہ جگہ صاف کی گئی تو دایا گویا مجھے عورت دی گئی ہے اور میں نے بابت کر لی یعنی میری صلت کا وقت آ گیا ہے اور میں تم میں دو وزن دار چیزیں چھوڑ چلا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی اولاد اہل بیت پس تم دیکھو کہ تم سے کسے پیچھے ان کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہو یہ دونوں یا ہم رہیں گی جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ حوض پر تجھ طاقت کریں گی اللہ میرا مولا ہے اور میں ہر مؤمن کا ولی ہوں پھر علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں یہ اس کا ولی ہے اے اللہ تو دوست رکھ اے جو اے دوست رکھے اور دشمن رکھ اے جو اے دشمن رکھے۔

(بداية النہایہ ص ۲۰۹ ج ۵)

## رواہ کا تعارف :-

محمد بن المثنیٰ - یہ صحیحین کا راوی ہے - کتاب الجمع ص ۲۵۱ ج ۲  
یحییٰ ابن حماد - یہ صحیحین کا راوی ہے - " ص ۵۵۹ ج ۲  
ابو معاویہ - یہ صحیحین کا راوی ہے - " ص ۳۳۶ ج ۲

الاعمش - یہ صحیحین کا راوی ہے

حبیب بن ابی ثابت - یہ صحیحین کا راوی ہے

ابو الطفیل وزید بن ارقم دونوں صحابی ہیں۔

پس معلوم ہوا السنن الکبریٰ کی یہ روایت قطعاً صحیح ہے اور علی شرط شیخین صحیح ہے

نسائی کی دوسری روایت بحوالہ خصائص من ترمذی (حدیث الثقلین والمواالات)

انباء محمد بن المثنیٰ قال حدثنا یحییٰ بن حماد قال أخبرنا ابو عوانہ عن سلیمان  
 (یعنی ابن مہران الاعمش) حدثنا حبیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال الخ  
 مثل روایت السنن الکبریٰ اس روایت کی سند کے تمام تر رواۃ سنن کبریٰ کی روایت کے  
 راوی ہیں صرف ایک راوی کا فرق ہے کہ اس روایت میں ابو معاویہ کے متبادل ابو عوانہ  
 راوی ہے اور ابو عوانہ بھی صحیحین کا راوی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اس روایت کے سارے راوی  
 بھی صحیحین کے راوی ہیں اور یہ روایت بھی قطعاً صحیح ہے اور علی شرط شیخین صحیح ہے۔

تنبیہ: ۱۔ ان ہر دو روایتوں میں (انی تکت فیکم الثقلین) کے الفاظ بھی ہیں۔

۲۔ ان ہر دو روایتوں میں (من کنت مولاً فهذا ولید) کے الفاظ بھی ہیں۔

۳۔ ان ہر دو روایتوں میں (اللہ وال من والہ وعاد من عادہ) کے الفاظ بھی ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ ابن حزم کا یہ کہنا کہ (من کنت مولاً فعلى مولاً) فلا یثبت بطریق

الثقات اصلاً) البعد عن الحق ہے۔

اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کا یہ کہنا کہ (اللہ وال من والہ الخ) کی زیادتی

✓ کذب محض ہے بہت بڑی جبارت ہے جس کی توقع امام ابن تیمیہ کے محتاط قلم سے نہیں کی

جاسکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی لغزش کو معاف فرمائے۔ (آمین)

بہر حال محدثین نے اس جملہ کو ثابت قرار دیا ہے اور موضوع کہنے والوں کی سختی سے تردید

کی ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری اور علامہ ابن حجر المہتمی لکھتے ہیں۔



ثم قول بعضهم ان زيادة اللهم وال من والا وعاد من عاداه موضوعه (مردودہ)

فقد ورد ذلك من طرق صحيح الذهبی كثير منها (مرقاۃ ج ۳۴۹ ص ۱) در الصواعق المحرقة ج ۲

ترجمہ: پھر بعض لوگوں کا کہنا کہ اللهم وال من والا وعاد من عاداه الخ کی زیادتی موضوع ہے مردود ہے

کیونکہ یہ دعائیہ حدیث سے طریقوں میں واقع ہے جن کی علامہ ذہبی نے تصحیح کی ہے۔

نسائی کی تیسری روایت (حدیث موالہ بحوالہ خصائص ص ۴۹)

محمد بن العلاء قال حدثنا ابو معاوية قال حدثنا الاعمش عن سعد بن عبيدة

عن ابن بريدة عن ابي رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

من كنت مولاة فعلى مولاة -

رواۃ کا تعارف :- محمد بن العلاء صحیحین کا راوی ہے کتاب الجمع ص ۴۴ ج ۲

ابو معاویہ والاعمش صحیحین کے راوی ہیں۔ دیکھو نسائی کی پہلی روایت۔

سعد بن عیدہ صحیحین کا راوی ہے کتاب الجمع ص ۱۹۱ ج ۱

ابن بريدہ صحیحین کا راوی ہے " " ص ۲۴۴ ج ۱

بریدہ الاسلمی صحابی ہیں۔

اس روایت کے جملہ رواۃ صحیحین کے راوی ہیں لہذا یہ روایت علی شرط اشعین صحیح ہے۔

نسائی کی چوتھی روایت: (حدیث موالہ بحوالہ خصائص ص ۴۹)

عن محمد بن المثنی قال حدثنا ابو احمد قال حدثنا عبد الملك بن عيينه عن المحكم

بن عيينه عن سعيد بن جبیر عن ابن عباس قال حدثني بريدة قال رسول الله صلى الله

عليه وسلم من كنت مولاة فعلى مولاة -

رواۃ کا تعارف :- محمد بن المثنی صحیحین کا راوی ہے کتاب الجمع ص ۲۵۱ ج ۲

ابو احمد محمد بن یوسف صحیح بخاری کا راوی ہے ص ۲۶۴ ج ۲

عبد الملك ابن عیینہ صحیحین کا راوی ہے " " ص ۳۱۲ ج ۱

کتاب الجمع ص ۱۳۱

یہ صحیحین کا راوی ہے

الحکم بن عیسیٰ

کتاب الجمع ص ۱۳۲

یہ صحیحین کا راوی ہے

سعید بن جبیر

ابن عباس عن بریدہ رضی اللہ عنہما دونوں صحابی ہیں۔

یہ روایت صحیح ہے اور اس کے جملہ رواۃ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے راوی ہیں۔

(حدیث الموالاة بحوالہ خصائص ص ۵)

نئی کی پانچویں روایت

ابوداؤد حدثنا ابو نعیم حدثنا عبد الملک ابن ابی عیینہ قال حدثنا المحکم  
عن سعید ابن جبیر عن ابن عباس عن بریدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
من کنت مولاه فعلی مولاه۔

رواۃ کا تعارف : ابوداؤد الحنفی، صدق تقریباً تہذیب ص ۱۳۲

ابو نعیم فضل بن دین : یہ صحیحین کا راوی ہے کتاب الجمع ص ۱۳۲

عبد الملک ابن ابی عیینہ، حکم بن عیینہ، سعید بن جبیر، ابن عباس اور بریدہ ضوان السدیم  
دہی راوی ہیں جن سے چوتھی روایت مروی ہے۔ اس روایت میں اور چوتھی روایت میں پہلے  
دو راویوں کا فرق ہے اور وہ دونوں راوی ثقہ ہیں۔ فلہذا یہ روایت بھی صحیح ہے۔

(حدیث الموالاة بحوالہ خصائص ص ۵)

نئی کی چھٹی روایت

ابن ہریرہ عن ابیہ عن سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاه فعلی مولاه

رواۃ کا تعارف :-

کتاب الجمع ص ۱۵۲

یہ صحیحین کا راوی ہے

زکریا بن یحییٰ

ص ۵۳۱

یہ صحیحین کا راوی ہے

نصر بن علی

ص ۲۶۵

یہ صحیحین کا راوی ہے

عبد اللہ بن داؤد

ص ۳۱۹

یہ صحیحین کا راوی ہے

عبد الواحد بن امین



امین الجبشی مولیٰ ابی عمرو صحیح بخاری کا راوی ہے کتاب الجمع ص ۱۵۲  
سعد بن ابی وقاص صحابی ہیں۔

پس یہ روایت صحیح ہے اور اسکے تمام راوی بخاری و مسلم کے راوی ہیں۔

نسائی کی ساتویں روایت (حدیث الموالاة بحوالہ مختصص صفحہ ۱۰۷)

ابن ناقتیبه ابن سعید قال حدثنا ابن ابی حدی عن عوف عن میمون ابی عبد الله

قال زيد بن ارقم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه .

رواۃ کا تعارف: قتیبہ ابن سعید۔ صحیحین کا راوی ہے کتاب الجمع ص ۴۲۶

ابن ابی عدی . " : " " " " " " " " " "

عرف الاعرابی۔ " " " " " ۲۳۵

میمون ابی عبد اللہ ضعیف ہے منکر الحدیث میزان ۲۳۵ ج ۴

لہذا نسا کی یہ ردایت ضعیف ہے مگر امام ذہبی کا قول آپ ترمذی کی تیسری روایت

سے تحت پڑھ چکے ہیں کہ امام ترمذی نے میمون کی وجہ سے اپنی اس صحیح روایت پر حسن غریب کا حکم لگایا تو عین ممکن ہے کہ نسائی کی یہ روایت بھی حسن غریب ہو اور باب مناقب میں قابل پذیرائی ہو۔

نہائی کی آٹھویں وایت :- (حدیث الموالاة بحوالہ الخصائص ص ۵)

حدثنا أحمد بن شعيب قال أخبرنا قتيبة بن سعيد حدثنا جعفر بن سليمان عن

يزيد الرشك عن مطرف ابن عبد الله عن عمران بن حصين قال بعث رسول الله

صلى الله عليه وسلم الخ

نسائی کی یہ روایت سنداً و تناً بعینہ ترمذی کی چوتھی روایت ہے جس پر امام ترمذی نے

حسن غریب کا حکم لگایا ہے۔

## نئی کی نویں روایت

رحدیث الموالاة بحوالہ مختصر ۱۵۳

حدثنا احمد بن شعيب قال اخبرنا داود بن عبد الاعلى الكوفي عن ابن فضيل عن ابي بصير عن  
عبد الله بن بريده عن ابيد قال بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يا بريده في علي  
فان عليا مني وانا منه وهو وليكم بعدى

## رواة كالتعارف: احمد بن شعيب

داود بن عبد الاعلى صحیح مسلم کا راوی ہے کتاب الجمع ۲۳۵  
محمد بن فضیل صحیحین کا راوی ہے . . . ۲۴  
اصح لغز بش قلم کا نتیجہ ہے اصل میں اصل ہے صدق تقریب ۲۵  
عبد الشبن بریدہ صحیحین کا راوی ہے کتاب الجمع ۲۴  
حضرت برید بن حبیب الاسلمی صحابی ہیں۔

علامہ البیہقی اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں رواہ احمد والبخاری و  
الاجلح الکندی وثقة ابن معين وغيره وضعف جماعة وبقيته رجال احمد رجال الصصح  
رحدیث الموالاة بحوالہ مختصر ۱۵۳

## نئی کی دسویں روایت

احمد بن شعيب قال اخبرني ابو عبد الرحمن زكريا بن يحيى السجستاني قال حدثني محمد  
بن عبد الرحيم قال ابنا ابراهيم قال حدثنا من قال حدثني موسى بن يعقوب عن  
المهاجر بن اسرار عن عائشة بنت سعد وعامر بن سعد عن سعد .

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خطب فقال  
ايها الناس فاني وليكم قالوا  
صدقتم اخذ بيد علي فرفعها قال هذا  
ولي المودى عنى اللهم وال من والاه  
وعدا من عاداه  
تحقيق حضور علیہ السلام نے خطبہ دیا پس فرمایا اے اللہ کے  
لوگو! میں تمہارا ولی ہوں۔ لوگوں نے کہا آپ نے یہ فرمایا  
پھر علی کا ہاتھ پکڑا اور اوپر اٹھایا فرمایا یہ میرا ولی ہے اور  
میری طرف سے ادا کرنا والا ہے اے اللہ تو اسے دوست رکھ  
جو اسے دوست رکھے جو اس سے دشمنی کرے تو بھی اس سے دشمنی کر۔





روایات حدیث الرحبہ سے ملا کر بیان کر دی جائیں گی۔  
 حدیث رحبہ سے مراد وہ قصہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ نے کوفہ کی جامع مسجد کے  
 صحن میں لوگوں کو جمع کر کے صلفاً دریافت کیا تھا کہ آپ میں سے کون کون لوگ ہیں جنہوں نے  
 یوم غدیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے "من كنت مولاه فعذر مولاه" کے الفاظ سنے  
 تھے تو کچھ صحابہ نے شہادت دی تھی اس واقعہ کے بیان کو راقم السطور نے حدیث رحبہ سے تعبیر  
 کیا ہے۔

## مسند امام احمد کی روایات

مسند امام احمد میں حدیث ثقلین اور حدیث موالاة کی کل اکیس روایتیں ہیں جن میں سے  
 سات روایتیں حدیث الرحبہ سے متعلق ہیں وہ انش اللہ العزیز مستقل طور پر بعنوان حدیث رحبہ  
 درج کی جائیں گی۔ باقی چودہ روایتیں ہیں جن میں بعض صحیح اور بعض ضعیف حسن درج کی ہیں  
 جو یہاں درج کی جاتی ہیں۔

مسند کی پہلی روایت (حدیث الثقلین بحوالہ مسند ص ۱۸۹ و ۱۹۰)

عن زید بن ثابت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني اترك فيكم خليفين كتاب الله وعترتي  
 یہ روایت مسند احمد میں دو سندوں سے مروی ہے۔

۱۸۲ احذنا عبد الله حدثني ابو حذنا الاسود بن عامر حدثنا شريك عن الركين  
 عن انقاسم بن حسان عن زید بن ثابت

۱۸۹ احذنا عبد الله حدثني ابو حذنا ابو احمد الزبيري حدثنا شريك الخ  
 رواة كالتعارف :

اسود بن عامر	صحیحین کا راوی ہے	کتاب الجمع ص ۳۸
ابو احمد الزبیری محمد بن یوسف	صحیح بخاری کا راوی ہے	ص ۲۶۲
شریک	صحیح مسلم کا راوی ہے۔	ص ۲۱۴



ریسین صحیحین کا راوی ہے کتاب الجمع ۱۲۱

قاسم بن حسان امام بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا ہے۔ امام ذہبی کا میدان اسکی

ثقاہت کی طرف ہے اور یہی صحیح ہے میزان ۲۶

زید بن ثابت صحابی ہیں۔

پس یہ روایت من اقویٰ درجات الحسان ہے۔

مسند کی دوسری روایت (حدیث الثقلین منہ جلد خامس ۱۴، ۱۵، ۲۶، ۵۹)

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک  
فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی۔

یہ روایت مسند میں تین سندوں سے مروی ہے۔

۱۲ ج عبد اللہ حدثنی ابی حدثننا اسود بن عامر اخبرنا ابو اسرائیل یعنی اسنعیل ابن  
ابی اسحاق عن عطیہ عن ابی سعید

۱۴ ج عبد اللہ حدثنی ابی حدثننا ابو النصر حدثننا محمد بن طلحہ عن الاعمش  
عن عطیہ عن ابی سعید

۵۹، ۲۶ ج عبد اللہ حدثنی ابی حدثننا ابن نمیر حدثننا عبد الملک ابن ابی سلیمان  
عن عطیہ عن ابی سعید الخدری

انہ ہر سند کا مدار عطیہ پر ہے اور عطیہ عوفی راوی ضعیف ہے لیکن متردک نہیں  
لہذا یہ روایت ضعیف درجہ حسن ہے۔

مسند کی تیسری روایت (حدیث الثقلین)

عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک  
فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی (ملخص من الحدیث)

یہ روایت مسند میں دو سندوں سے مروی ہے۔

صحیح ۳۶ پہلی سند ہی ہے جو مسلم کی حدیث کی سند ہے اور من حدیث بھی ہے

صحیح ۳۷ عن عبد اللہ حدثنی ابی حدثنہ الاسود بن عامر حدثنہ اسوئیل

من عثمان بن المغیرہ عن علی بن رعبیہ قال لقیتم زید بن ارقم فقلت

اسمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ترک فیکم الثقیل قال نعم

یہ روایت مجمل ہے اس میں ثقلین کی تفسیر نہیں ہے مگر سند اور مسلم کی روایات اس

کی تفصیل کر دیتی ہیں صحیح مسلم کی روایت کی طرح سند کی یہ روایت بھی قطعاً صحیح ہے

سند کی جو بھی روایت حدیث الموالاة مسند صحیح ۳۸

حدثنی عبد اللہ حدثنی ابی حدثنہ فضل بن دکیں حدثنہ ابن ابی عیینہ عن الحسن

عن سعید بن جبیر عن عباس بن بریدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

من كنت مولاه فعلي مولاه -

یہ روایت صحیح ہے سند اس کی بعینہ خصائص مرتضوی کی روایت ۵ کی نزد ہے

رواۃ کا تعارف میں کر دیا گیا ہے وہیں ملاحظہ فرمائیں -

سند کی پانچویں روایت (حدیث الموالاة)

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنہ ادیکع عن الاعمش عن سعد بن عبییدہ عن

ابن بریدہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه

(مسند صحیح ۳۵ ج ۵ و صحیح ۳۶ ج ۱۵)

یہ روایت قطعاً صحیح ہے اس کے جملہ راوی صحیحین کے راوی ہیں -

دیکھ صحیحین کا راوی ہے کتاب الجمع ۵۴۶

الاعمش " " " " صحیح ۱۴۹ ج ۲

سعد بن عبییدہ " " " " صحیح ۱۴۱ ج ۱

ابن بریدہ عن ابیہ " " " " صحیح ۲۲۴ ج ۱۵



حضرت بریدہ بن حبیب الاسلمی صحابی ہیں۔

پس یہ روایت علی شرط الشیخین صحیح ہے ماکم فرماتے ہیں صحیح علی شرط الشیخین  
حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں والم محفوظ فی ہذا روایت احمد عن دیکع عن الاعمش  
عن سعد بن عبیدہ عن ابن بریدہ عن ابیہ (من کنت مولاً فعلی مولاً)

مسند امام احمد کی چھٹی روایت (حدیث الموالاة)

حدثنا عبد الله حدثني ابی حدثنا ابیہ حدثنا الاعمش عن سعد بن عبیدہ  
عن ابن بریدہ عن ابیہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاً فعلي مولاً (مسند ۲۵)

اس روایت کی سند اور سانچوں کی روایت کی سند میں صرف ایک راوی کا فرق ہے  
اس میں دیکع عن الاعمش تھا اور اس میں ابو معاویہ عن الاعمش ہے اور ابو معاویہ بھی صحیحین کا  
راوی ہے۔ کتاب الجمع ص ۳۴

پس یہ روایت بھی قطعاً صحیح ہے اور علی شرط الشیخین صحیح ہے۔

مسند امام احمد کی ساتویں روایت (حدیث الموالاة)

حدثنا عبد الله حدثني ابی حدثنا عفان حدثنا حماد بن سلمة انا عن ابی زید عن عدى بن ثابت  
عن البراء بن ثابت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاً فعلي مولاً (المسند ۲۸)

یہ روایت سنداً و متناً ابن ماجہ کی پہلی روایت ہے اسکی تحقیق دیں کر دی گئی ہے ملاحظہ  
فرمایوں البتہ ایک عفان کا فرق ہے اور عفان بھی صحیحین کا راوی ہے۔

مسند کی آٹھویں روایت (حدیث الموالاة) مسند ۳۴ ج ۳

حدثنا عبد الله حدثني ابی حدثنا سفیان حدثنا ابو عوانہ عن المفیرہ عن میمون ابی عبد الله  
حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبہ

عن زید بن ارقم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت

مولاً فعلي مولاً اللهم وال من والاه و عاد من عاداه

یعنی یہ روایت دو سندوں کے ساتھ مروی ہے چونکہ دونوں سندوں کا مدار میمون ابی عبد الله

پر ہے اور یہ مختلف فیہ راوی ہے اس لئے یہ روایت ضعیف ہے مگر حسن ہونی کی وجہ باب المناقب میں قابل پذیرائی ہے۔ علامہ البیہقی اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں:

رواہ البزار و فیہ میمون ابی عبد اللہ و ثقہ ابن حبان و ضعفہ جماعة و بقیہ رجالہ  
ثقة  
جمع الزوائد ص ۱۲۹

رحديث الموالاة مسند ص ۳۶۸

مسند کی نویں روایت:

عبد اللہ بن ..... حدثنی ابی حدثنا ابن نمیر حدثنا عبد الملك بن ابی سلیمان  
عن عطیہ العوفی قال قال زید بن ارقم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت  
مولاہ فعلی مولاہ اللهم وال من وال او عاد من عاداه۔

رواہ کا تعارف

کتاب الجمع ص ۲۶

یہ صحیحین کا راوی ہے

عبد الملك بن ابی سلیمان (م ع) احداثقات المشہورین میزان ص ۶۵ ج ۲

یہ مختلف فیہ راوی ہے

عطیہ عوفی

یہ صحابی ہیں

زید بن ارقم

یہ روایت عطیہ عوفی کی درجہ صحت سے ذرا منقطع ہو گئی ہے لیکن درجہ حسن

کی روایت ہے باب المناقب میں مقبول ہے۔

مسند کی دسویں روایت: (رحديث الموالاة مسند ص ۳۳۷)

عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا عبد الرزاق وعفان قالوا جعفر بن سلیمان قال حدثنی یزید الرشک  
عن مطرف بن عبد اللہ عن عمران بن حصین۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ان علیا منی وانا منه وھو ولی کل مؤمن بعدی۔

مسند کی یہ روایت سنداً و متناً نسائی کی نویں اور ترمذی کی چوتھی روایت ہے امام ترمذی نے  
اس روایت پر حسن غریب لکھا ہے یہ روایت صحیح ہے مکمل و مفصل بحث ترمذی کی چوتھی روایت کے ضمن میں



(حدیث الموالاة)

مسند کی گیارھویں روایت

حدثنا عبد الله حدثني ابن السائمر حدثنا شاذان بن عبد الله بن نعيم بن حكيم حدثني ابو بريد  
ورجل من جلساء علي بن ابي طالب عن ابي عبد الله عليه السلام قال يوم غدیر

مسند ص ۱۵۲

من كنت مولاه فعلي مولاه

اس روایت کے متعلق علامہ البیہمی لکھتے ہیں کہ رواہ احمد در جلد ثقات "مع الزوائد"

(حدیث الموالاة)

مسند کی بارھویں روایت

حدثنا عبد الله حدثني ابي حدثنا يحيى بن حماد حدثنا ابو عوانه حدثنا ابو بريد حدثنا  
عمر بن ميمون قال اني مجالس الي ابن عباس لم في هذه الرواية قال قال النبي صلى الله  
عليه وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه

مسند ص ۳۳۱

اس روایت میں البیہمی راوی میں قدرے ضعف ہے اس روایت کو حاکم نے صحیح الاسناد  
کہا ہے اور ذہبی نے بھی اسکی تصحیح کو برقرار رکھا ہے۔ مستدرک حاکم ص ۱۳۲

اس روایت کے متعلق علامہ البیہمی لکھتے ہیں "رواہ البزار و رجاله ثقات" مع الزوائد ص ۱۵۸

(حدیث الموالاة مسند ص ۴۱۹)

مسند کی تیرھویں روایت

عبد الله حدثني ابي حدثنا يحيى بن آدم { حدثنا هشام بن رباح بن الحارث عن رطل من الانصار  
" ابو احمد " " ابو احمد " " ابو احمد " فيهم ابو ايوب انصاري وغيره

قال جابر رطل الى علي في الرحبة فقالوا السلام عليه

يا مولانا قال كيف اكون مولاكم وانتم قوم عرب

قالوا سمعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم

غدير خم يقول من كنت مولاه فعلي مولاه الى

آخر الحديث فيهم ابو ايوب انصاري

آخر حديث تك ان لاكون في حضرت ابو ايوب انصاري

مسند ص ۴۱۹

بھی تھے۔

اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ بحوالہ البدایہ النہایہ ص ۳۴ ج ۱

رواہ کا تعارف ۱

صحیحین کا راوی ہے کتاب الجمع ص

صحیحین کا راوی ہے کتاب الجمع ص ۳۴

صحیح مسلم کا راوی ہے کتاب الجمع ص ۱۱

صحابی ہیں۔

یحییٰ ابن آدم  
ابو احمد محمد بن یوسف الزیمری

حنس

ریاح ابن الحرث

اس روایت کے متعلق علامہ الہیثمی لکھتے ہیں "رواہ احمد والطبرانی ورجال احمد ثقات"

مسند کی چودھویں روایت

مسند امام احمد کی چودھویں روایت عن بریدہ بحوالہ مسند ص ۳۵ ج ۵

بعینہ نسائی کی نویں روایت ہے وہیں ملاحظہ فرمائیں ص ۳۴۔

## طبرانی کی روایات

طبرانی کی پہلی روایت حدیث الموالاة المعجم الصغیر للطبرانی ص ۳۶

احمد بن اسماعیل بن یوسف العابد اصباہی حدثنا احمد بن الفرات

الوارثی ثنا عبد الرزاق انا سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار عن طائفة

عن بریدہ بن الحبیب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (عن كنت مولاة فہی مولیٰ)

یہ روایت صحیح ہے۔ عبد الرزاق نے اپنے منصف میں اسی سند کے ساتھ روایت

کی ہے۔ (منصف ص ۲۲۵ ج ۱۱)

طبرانی کی دوسری روایت حدیث الثقیین المعجم الصغیر للطبرانی ص ۳۵، ۳۶



عن ابی سبید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین طبرانی کی روایت دونوں کی تھمروی ہے اور دونوں کا مدار عطیہ عوفی ہے۔ لہذا یہ روایت ضعیف حسن ورجح کی ہے۔

(حدیث الموالاة)

طبرانی کی تیسری روایت

عن مالک بن الحویرث قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاه فعلی مولاه مجمع الزوائد

مجمع الزوائد ص ۱۰۹

رواہ الطبرانی ورجالہ وثقوا و فیہم خلافت

(حدیث الموالاة)

طبرانی کی چوتھی روایت :

عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصی من آمن لی وصدقنی

بولاية علی بن ابی طالب یعنی آنحضرت علیہ السلام نے ولایت علی کی وصیت فرمائی۔

رواہ الطبرانی باسنادین و احسب فیہا جماعة ضعیفاء وقد وثقوا مجمع الزوائد ص ۱۰۹

(حدیث الموالاة)

طبرانی کی پانچویں روایت

وہب بن حمزہ سے روایت ہے کہ میں مکہ تک حضرت

علی کی صحبت میں تھاپس میں نے اس سے بعض ناگوار

کو دیکھا پس میں نے کہا کہ جب لوگوں کا تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کروں گا پس جب

میں آیا تو کہا حضور میں نے علی سے ایسا کیا دیکھا

تو آپ نے فرمایا ایسے نہ کہہ یہ علی میرے بعد ولی الناس ہے

عن وہب بن حمزہ قال صحبت علیا الی مکة

فرئیت منه بعض ما کره فقلت لئن حب

لشکرتک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فلما قدمت اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فقلت ربیت من علی کذا کذا فقال لا تقل

هذا فهو ولی الناس بکم بعدی ۔

رواہ الطبرانی وفیہ دیکر ابن ابی حاتم ولم یضعفه احد و یقینہ رجالہ وثقوا۔

مجمع الزوائد ص ۱۰۹

## مسند بزار کی روایات

مسند بزار میں حدیث موالاة مختلف سندات سے وارد ہے مولانا نافع صاحب نے

دور ایسے جو حدیث الثقلین میں درج کر کے ان پر صرح کی ہے وہ حدیث الثقلین سے متعلق ہیں

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ اس کے علاوہ علامہ البیہقی نے پانچ اور روایتیں حدیث الموالاة کے سلسلہ میں نقل کی ہیں اور تین روایتیں پر صحت حکم لگایا ہے اور ایک روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اور ایک روایت کے متعلق لکھا ہے کہ تفرود غریب (یعنی غریب ہے)

مسند بزار کی پہلی روایت : (حدیث الموالاة بحوالہ مجمع الزوائد)

عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من كنت وليه فان عليا وليه  
رواہ البزار ورجالہ ثقات مجمع الزوائد ص ۱۹

مسند بزار کی دوسری روایت : (حدیث الموالاة بحوالہ مجمع الزوائد)

عن بريدة رضي الله عنه قال بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في سرية فاستعمل علينا عليا فلما جئنا قال كيف ريتم صاحبكم فاما شكوت انا وشكاه غيري قال فرفع راسه وكنت رجلا مكيا باخاذا النبي صلى الله عليه وسلم قد احمر وجهه يقول من كنت وليه فعلي وليه  
حضرت بريدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ بھیجا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سرزمین اور ہم پر علی کو امیر مقرر کیا پس جب ہم واپس آئے تو آپ نے دریافت کیا کہ تم نے اپنے صاحب کو کیسے پایا میں نے شکایت کی یا کسی اور نے پس حضور نے اپنا سر اٹھایا اور میں سر نیچے رکھے والا شخص تھا پس انہاں حضور کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا اور آپ فرما رہے تھے من كنت وليه فعلي وليه

رواہ البزار ورجالہ رجال الصحيح . مجمع الزوائد ص ۱۹

مسند بزار کی تیسری روایت : (حدیث الموالاة بحوالہ مجمع الزوائد)

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاة فعلي مولاة .

رواہ البزار ورجالہ ثقات مجمع الزوائد ص ۱۹

مسند بزار کی چوتھی روایت : (حدیث الموالاة بحوالہ مجمع الزوائد)

عن زید بن ارقم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاة فعلي مولاة

رواه البزار وفيه ممنون ابي عبد الله وثقه بن جيلان وضعفه جماعة مجمع الزوائد ١٠٢  
مسند بزار کی پانچویں روایت : بحوالہ مجمع الزوائد ص ١٠٢

عن نزيق قال سمعت عليا يقول يوم الحجة الطلحة أشدك الله باطحة سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اللهم والي من والاه وعاد من عاداه  
مجمع الزوائد

حضرت علیؑ نے یومِ جمل میں حضرت طلحہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث صاف دیکر دریافت کی کہ حضورؐ نے اہم وال من الہ و عا دمن عا دہ " نہیں فرمایا تو حضرت طلحہؓ نے قرار فرمایا اور میدانِ جگ سے ہٹ گئے۔

علامہ الشیخی فرماتے ہیں کہ نذیر سے یہ روایت کرنے میں اس کا بیٹا متفرد ہے گویا یہ روایت غریب ہے۔

مسند ابوداؤد الطیالسی کی روایت (حدیث الموالاة)

حدثنا ابو داود حدثنا ابو عوانه عن ابي يعلج عن صرا بن ميمون عن ابن عباس رضي الله عنه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعبي أنت دلي كل مؤمن

رسمند ابوداؤد الطيالسی ض ۲۶ (ج ۲)

یہ روایت مسند امام احمد کی بارہویں روایت ہے اس میں ابوبلیج رادی میں قدرے ضیف ہے مگر علامہ ذہبی نے مستدرک حاکم کی اس روایت کی تصحیح کی ہے اور علامہ الحیثمی نے مسند بزار کی اسی روایت کے متعلق لکھا ہے رجالہ ثقات۔ دیکھئے مسند الامام احمد کی بارہویں روایت

## مستدک حاکم کی روایات

روایت الثقلین

## مستردک کی پہلی روایت

هــدثا بوبکر محمد بن الحسین بن صالح صفیه با سری حدثا محمد بن یونس حدثا یحییٰ



بن المغيرة السعدي حدثنا جرير بن عبد الحميد عن الحسن بن عبد الله الغففي عن  
 بن صبيح عن زيد بن ارقم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني تارك فيكم الثقلين  
 كتاب الله واهل بيته  
 مستدرک حاکم ص ۱۲۸

اس روایت کو صحیح الاسناد علی شرط الشیخین کہا ہے۔ قال الذہبی رخص  
 مستدرک حاکم کی دوسری روایت : (حدیث الموالاة والثقلین)

حدثنا ابو الحسين محمد بن احمد بن تميم الخطلي ببغداد حدثنا ابو قلابه عبد الله  
 بن محمد الرقاشي حدثنا يحيى بن حماد حدثنا ابو بكر محمد بن احمد بن ابو بكر  
 بن جعفر البزار قال حدثنا عبد الله بن احمد بن حنبل حدثني ابي حدثنا يحيى بن حماد  
 وحدثنا ابو نصر احمد بن سهيل الفقيه بخاري حدثنا صالح بن محمد الحافظ البغدادي  
 حدثنا خلف بن سالم المغربي حدثنا يحيى بن حماد وحدثنا ابو عوانة عن سلمان  
 الاعمش قال حدثنا جيب بن ابي ثابت عن ابي الطفيل عن زيد بن ارقم  
 قال لما رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 من حجة الوداع ونزل غدیر خم امر بدوحات  
 فقمین فقال کافی قد دعيت فاجبت  
 اني تركت فيكم الثقلين احدهما اكبر من الآخر  
 كتاب الله وعترتي فانظروا كيف تخلفوني فيهما  
 فانها لن ينفرقا حتى يردا على المحوض ثم  
 قال ان الله عز وجل مولاي وانا مولى لكل  
 مؤمن ثم اخذ بيد علي فقال من كنت  
 مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد  
 من عاداه  
 مستدرک حاکم ص ۱۲۹

اس روایت کو حاکم نے صحیح علی شریحین کہا ہے اور علامہ ذہبی نے اس پر کوئی توجہ نہیں کی۔  
 بلکہ اسے برقرار رکھا اس میں الامم وال من دالہ الخ کے کلمات بھی ہیں مودوم ہوا کہ ابن نجیم  
 قل کہ یہ زیادتی کذب محض ہے۔ بڑی زیادتی ہے۔

روایت الموالاة والشفیقین

مستدرک کی تیسری روایت

عن زید بن ارقم بمثل الروایة الاولى وفيه محمد بن سلمة بن كهيل وهو ضعيف  
 مستدرک حاکم ص ۱۱۰

وہا اسعدی

روایت الموالاة والشفیقین

مستدرک کی چوتھی روایت

اغبر بن محمد بن علی الشیبانی بالکوفہ حدثنا احمد بن خنجر الغفاری حدثنا ابو نعیم  
 حدثنا کامل ابو العلام قال سمعت جیب بن ابی ثابت یخبر عن یحیی بن جعدہ عن زید  
 بن ارقم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني تارك فيكم الشقيين ومن كنت

مستدرک حاکم ص ۵۳۳

مولاء فعلى مولاه

اس روایت کو حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے۔ امام ذہبی نے اس کی تصحیح کی ہے۔

تذکرۃ الحفاظ ص ۵۵

لکھے ہیں الحدیث صحیح تفسیر علی المستدرک ص ۵۵

روایت الموالاة

مستدرک حاکم کی پانچویں روایت

عن عباس رضى الله تعالى عنه في حديث طويل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

مستدرک ص ۱۳۲

ومن كنت مولاه فعلى مولاه

اس روایت کو حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے اور علامہ ذہبی نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔

یہی روایت ہے جسے امام احمد نے مسند ص ۲۳ میں ذکر کیا ہے اور علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں

رواه البزار درجہ ثقاة

روایت الموالاة

مستدرک کی چھٹی روایت

روایت الموالاة

عن سعد بن ابی وقاص

مستدرک بیح ۱۱۶

اس سند میں ایک اوی ضیف ممتروک ہے۔  
الحاصل :- حدیث الثقلین زید بن ارقم زید بن ثابت ابوسعید الخدری اور علی المرتضیٰ  
اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ زید بن ارقم سے صحیح مسلم میں تین سندوں سے، مسند  
امام احمد سے دو سندوں سے جامع ترمذی اور مستدرک حاکم میں ایک ایک سند سے مروی ہے۔  
زید بن ثابت سے دو سندوں کے ساتھ مسند امام احمد میں روایت ہے۔  
ابوسعید الخدری سے تین سندوں کے ساتھ مسند امام احمد میں ایک سند کے ساتھ ترمذی  
میں اور دو سندوں سے معجم طبرانی میں مروی ہے۔  
حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے ایک ایک سند کے ساتھ  
مسند بزار میں مروی ہے۔

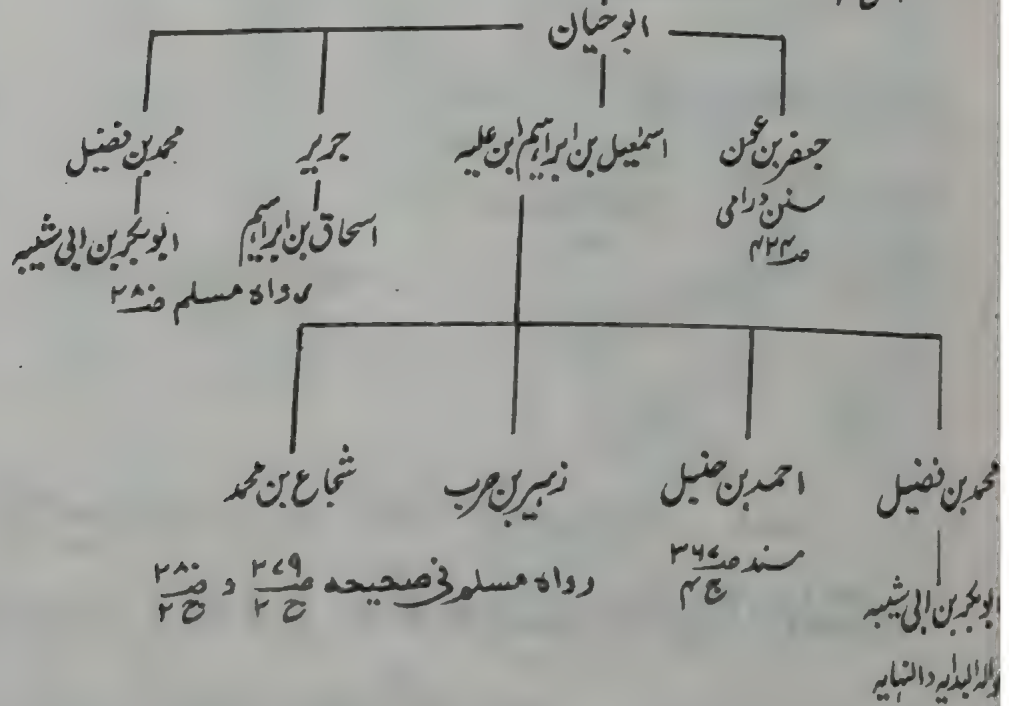
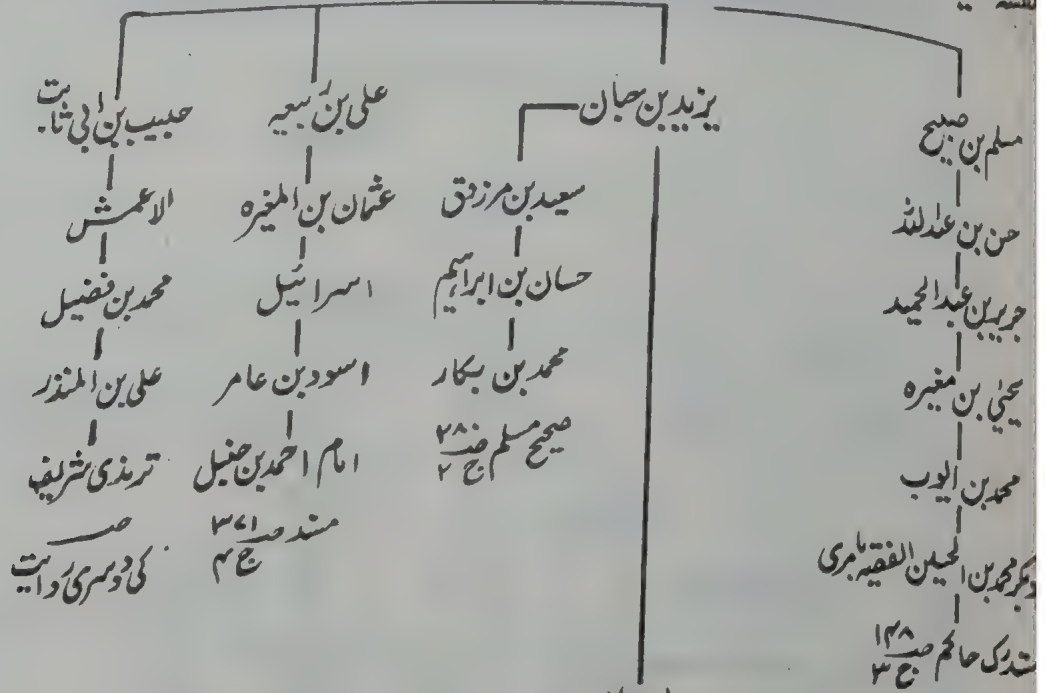
## حدیث الثقلین مع الموالاة

امام نسائی نے دو سندوں کے ساتھ زید بن ارقم سے روایت کی ہے اور مستدرک حاکم نے  
بھی دو سندوں کے ساتھ انہی سے روایت کی ہے اور حدیث الموالاة بزار بن عازب  
بن ابی وقاص، زید بن ارقم، عمران بن حصین، بریدہ الاسلمی، علی المرتضیٰ، ابن عباس، ابوہریرہ  
الانصاری رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ آئندہ سطور میں جملہ اس نید کے نقوش ملاحظہ فرمائے





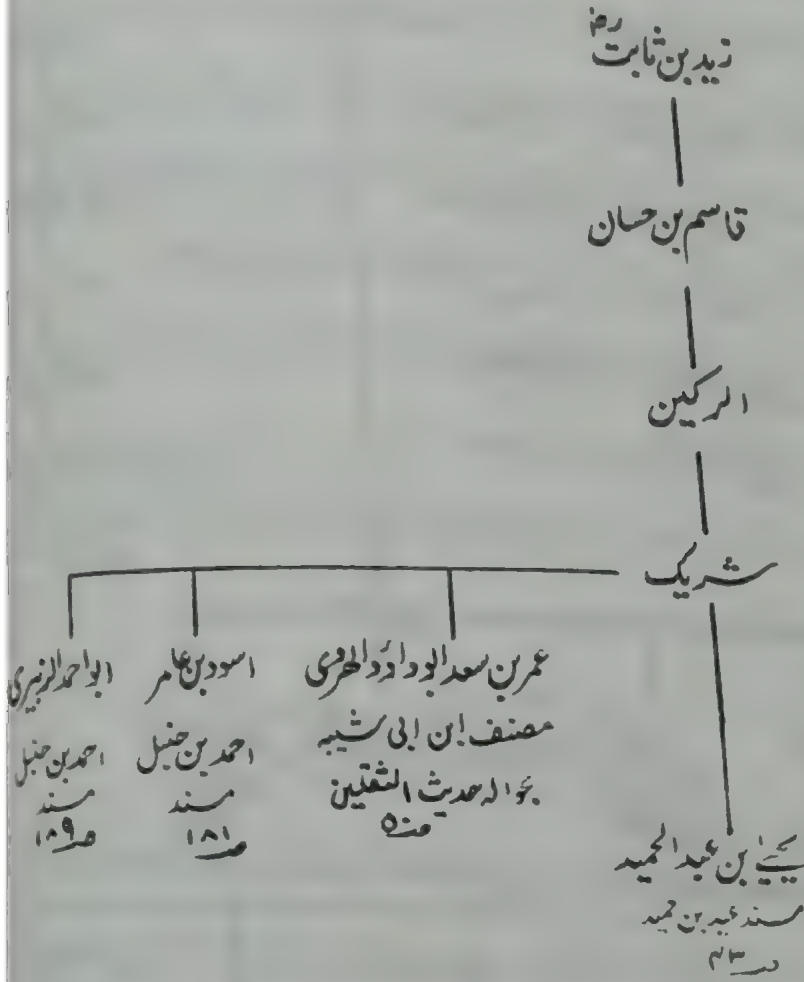
نقشہ حدیث الثقلین عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اراکم فیکم الثقلین



اس نقشہ سے ظاہر ہے کہ اس روایت کو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ان کے چار تلامذہ نے روایت کیا ہے ثم و ثم اور یہ روایت قطعاً صحیح ہے۔ اس روایت کو کسی محدث نے ضعیف کہنے کا حوصلہ نہیں کیا۔



روایت حدیث الثقلین عن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ



شریک صحیح مسلم کا راوی ہے دیکھئے اس کتاب کا صفحہ ۳۶ و ص

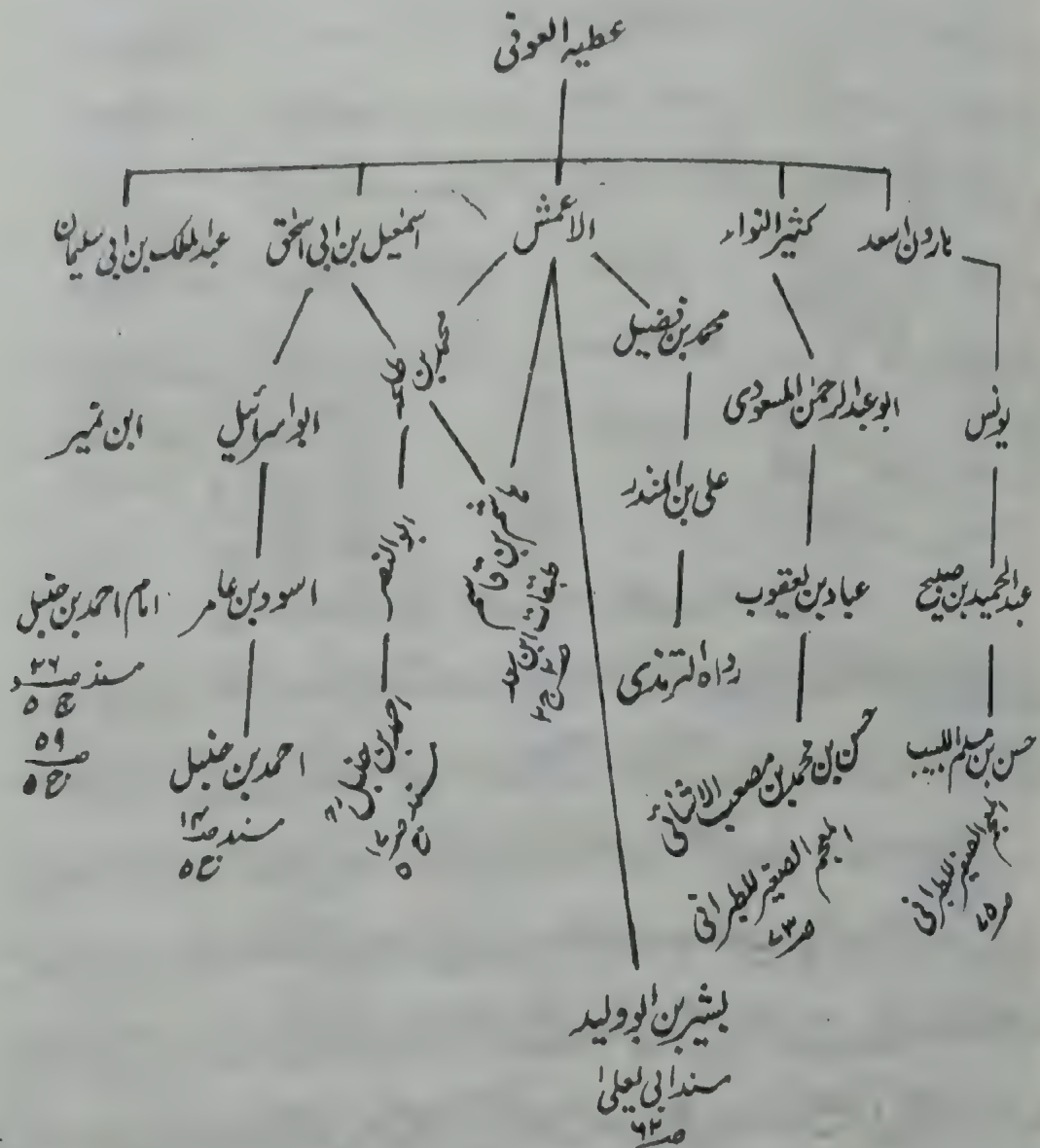
قاسم بن حسان کو امام بخاری نے منکر الحدیث کہا ہے لیکن امام ذہبی کا میلان اس کی ثقاہت کی طرف ہے اور یہی صحیح ہے۔

اسے روایت کو طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس کے متعلق علامہ البیہقی

لکھتے ہیں: رواہ الطبرانی الکبیر و رجالہ ثقات (معجم الزوائد ص ۱)



فہرست روایات حدیث الثقلین عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ



اس سند کا مدار چونکہ عطیہ عوفی ہے اور عطیہ عوفی راوی مختلف فیہ ہے ایک جماعت نے اسے ضعیف کہا،  
مگر متروک نہیں قال ابو حاتم یکتب حدیثہ ضعیف قال ابن معین صالح میزان ص ۴۹  
حافظ ابن حجر فرماتے ہیں صدوق یحییٰ کثیر اذکان شیعیا مدلسا تقریب ص ۲۴  
مقصود یہ ہے کہ یہ روایت ابو سعید خدری سے رجحان کی ہے اور اسی طرح یہ روایت دوسرے صحابہ سے  
بھی بائید ضعیف مردی ہے مثلاً حضرت علی المرتضیٰ حضرت ابو مرید حضرت عذیفہ ابن اسید سے بھی مردی ہے۔

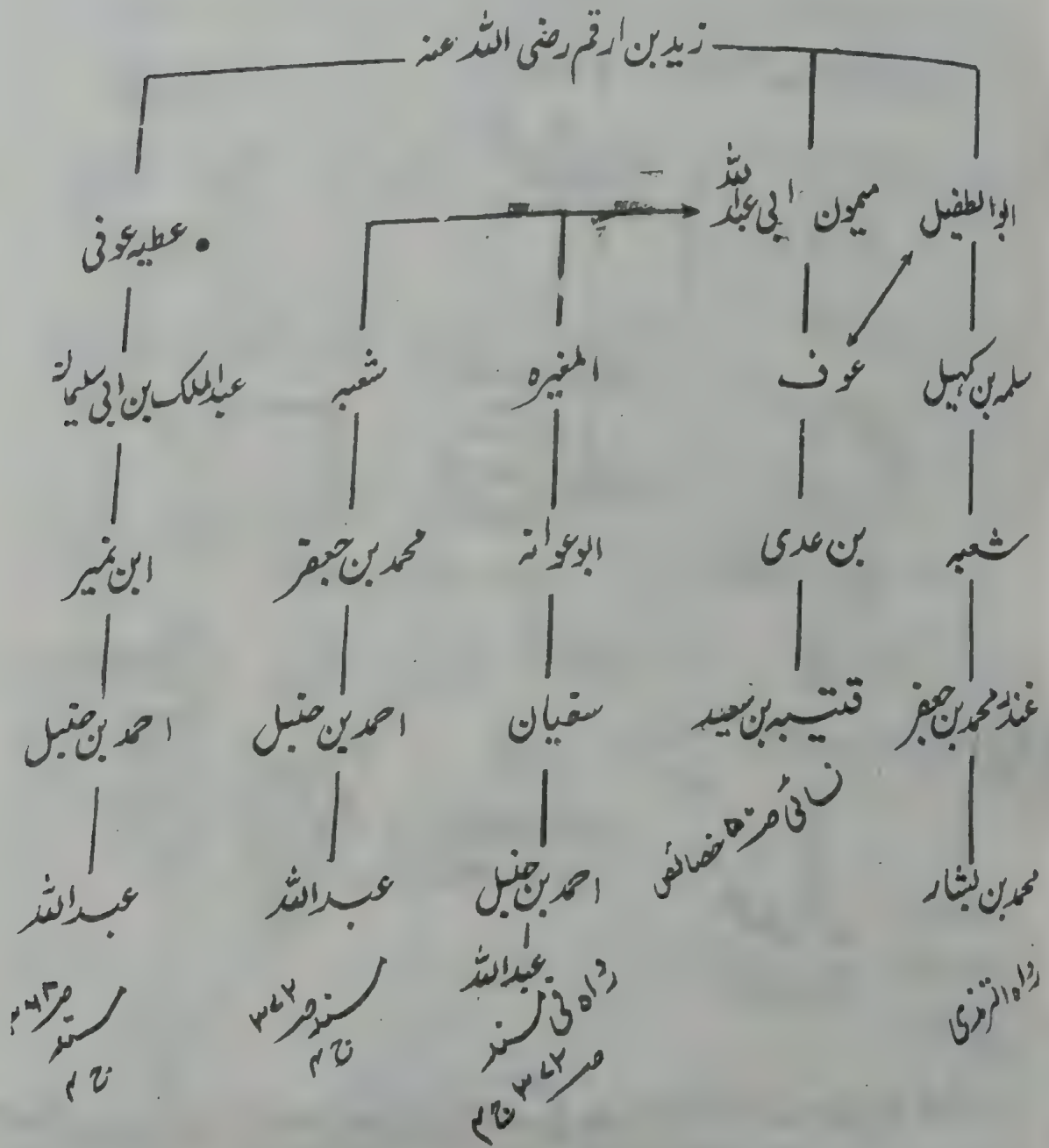


زيد بن ابي رضى الله عنه

مستدرک الحاکم ص ۱۹۰ صحیح علی شرط الشیخین

Scanned with CamScanner

روایت  
نقشہ حدیث الموالاة عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

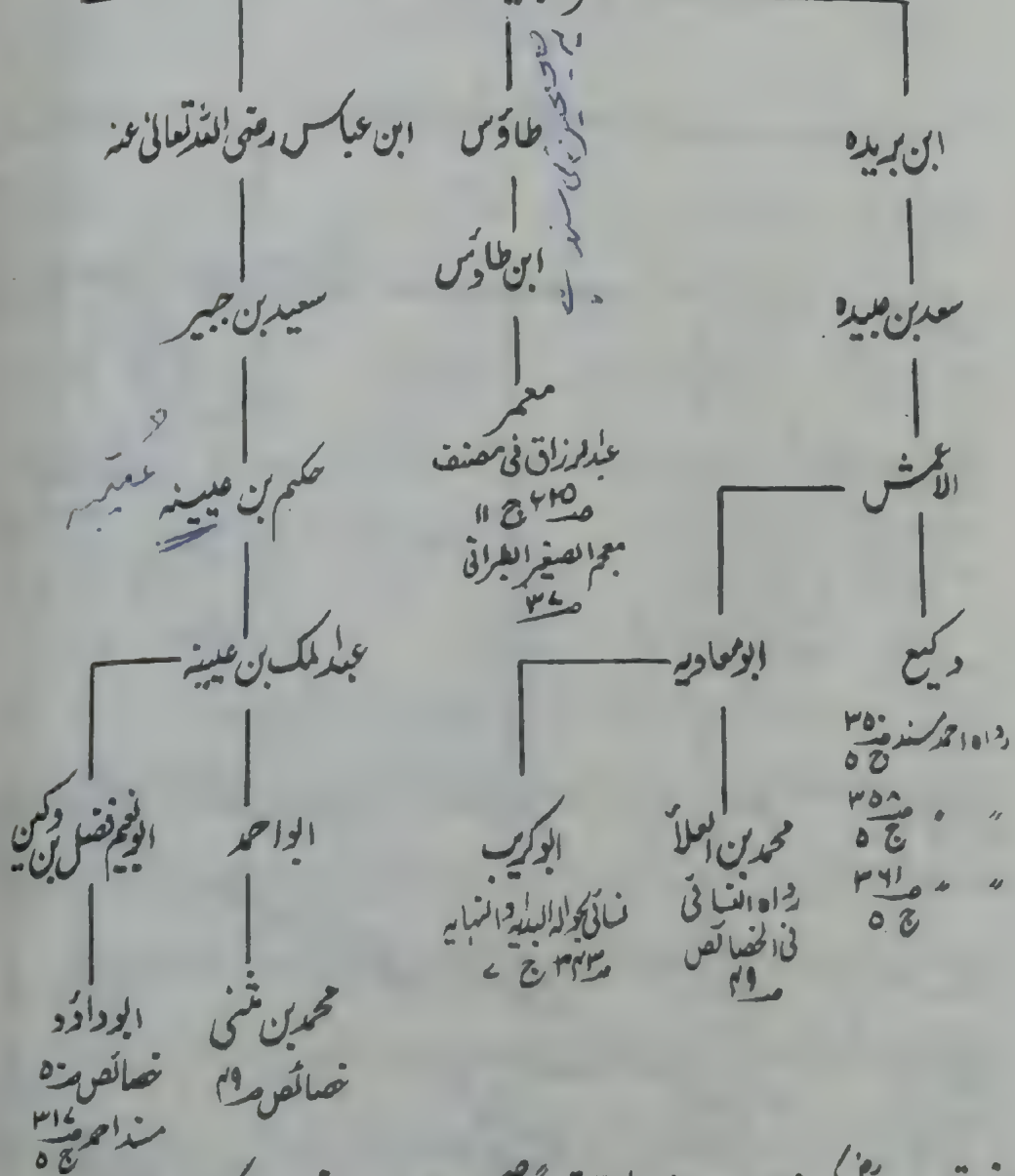


ان روایات میں ترمذی کی روایت صحیح بقیہ روایات حسن ورجحہ کی ہیں۔



# نقشہ حدیث الموالاة عن بريدہ رضي الله تعالى عنه

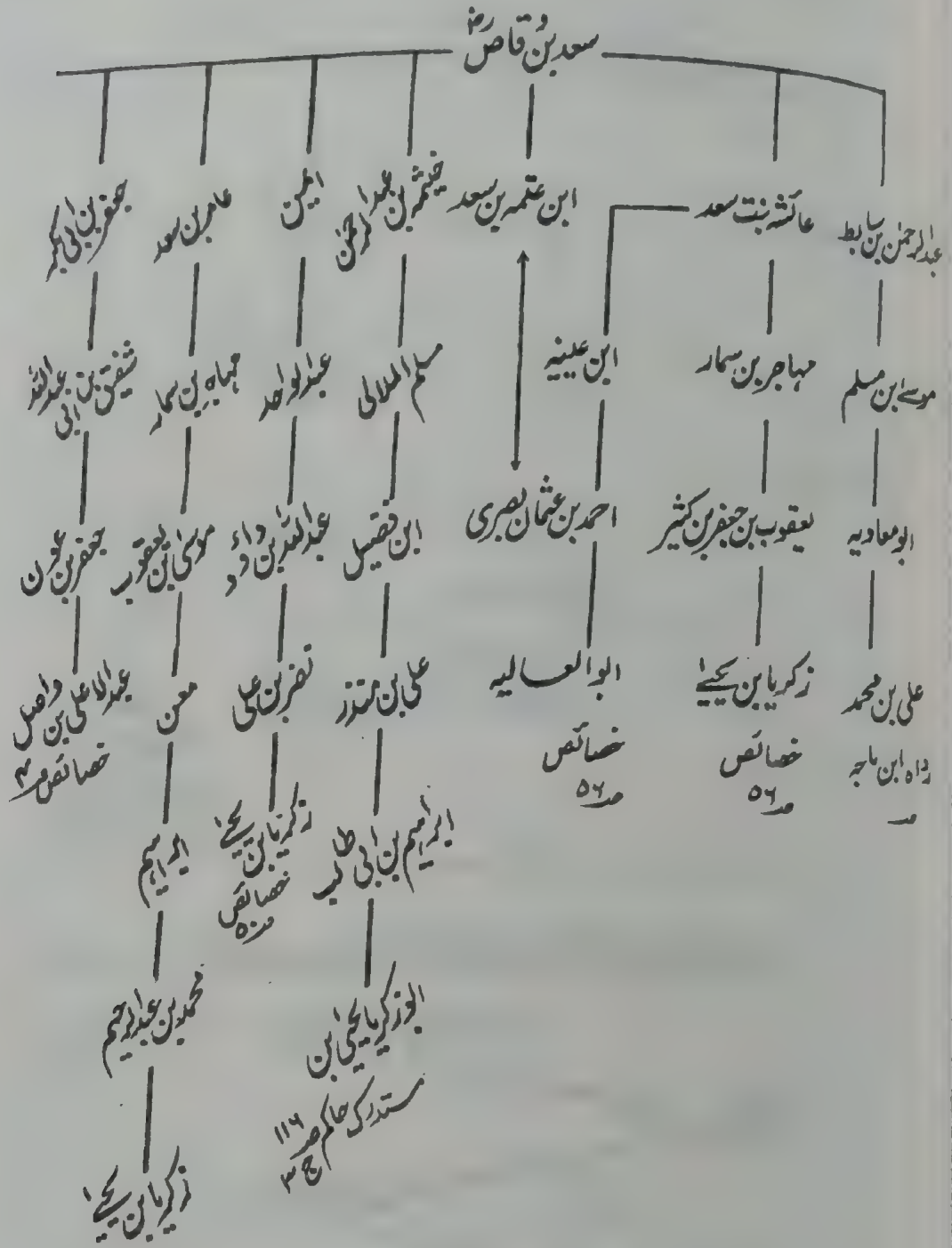
حضرت بريدہ رضي الله عنه



حضرت بريدہ کی روایت حدیث موالاة قطعاً صحیح ہے اسناد صفحات مذکور پر ملاحظہ فرمائیں  
 حضرت بريدہ کی روایت کے متعلق علامہ البیہقی لکھتے ہیں رواہ البزار رجالہ الصصحیح مجمع الزوائد ج ۱  
 حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں والم محفوظ فی هذا روايت دیکع عن الاعمش الخ ابی بريدہ النہایہ  
 پس ثابت ہوا کہ ابن حزم کا قول رایشب بطریق الثقات اصلاً باطل ہے

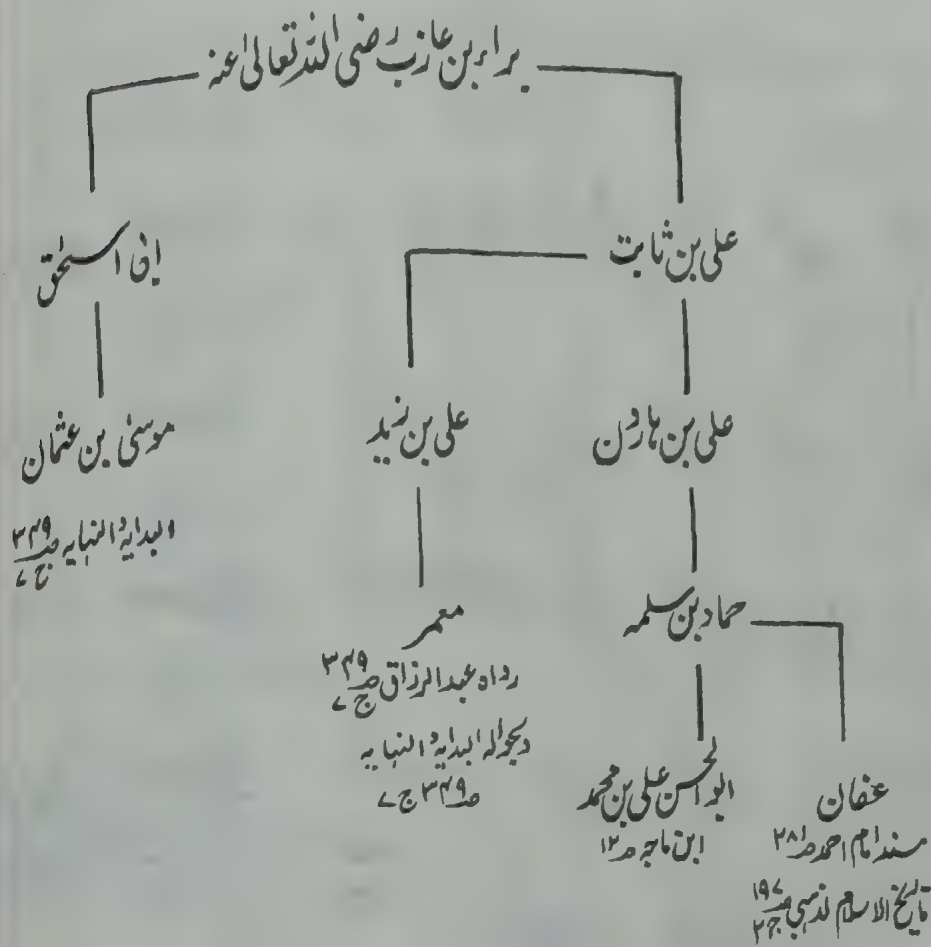


نقشہ حدیث الموالاة عن سعد بن قاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

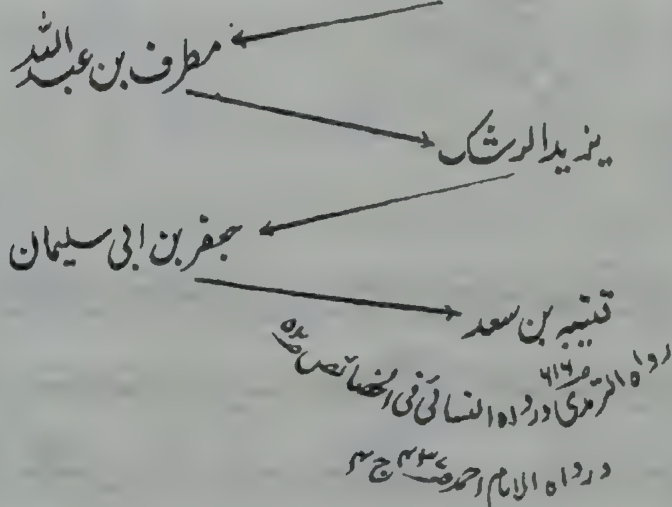


سعد بن قاص رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بعض اسناد سے قطعاً صحیح ہے اور بعض اسناد سے حسن درجہ کی ہے اور علامہ الحثیمیؒ حضرت سعد کی اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں "رواہ البزار در جالہ ثقات مجمع الزوائد ۱۶ ج ۹

نقشه حدیث الموالاة عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ



نقشه حدیث الموالاة عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ



نقشہ حدیث الموالاتہ عن ربط من الانصار فسمی الیوب الانصاری

رباح بن الحارث

حنش بن الحارث بن لقیط

یحییٰ بن آدم

ابو احمد

مسند امام احمد

مسند امام احمد

۴۱۹ ج ۲

شریک

مصنف ابن ابی شیبہ  
بحوالہ البدایہ مشہور

علامہ ابوشامی اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں "فرواہ احمد الطبرانی در رجال احمد ثقات"

مجمع الزوائد ج ۱۴





نقشہ حدیث امرواۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ

عمر دین مسمون

بی. ج.

ابو عوانہ

یہ ہے ابن خلدون

محمد بن فضل

عبد الشرب بن احمد بن حنبل

مسند ابوبکر احمد بن جعفر  
مرحوم ۱۲۴۲

ایر داؤد العیسیٰ

منزل دودا غیا سی ضلع ۲  
جز

اس دایت کو ماکم نے صحیح الاسناد کہا ہے اور علامہ ذہبی نے بھی اسکی تصحیح کی ہے۔ علامہ البیہقی  
اس دایت کے لکھتے ہیں رواہ ابن زرارہ رجالہ ثقات

فقوش بالاین غور کرنے سے قارئین کرام اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہوں گے کہ حدیث ثقلین کو زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے چار تلامذہ نے روایت کیا ہے۔

۱۔ زید بن حیان عن زید بن ارقم مسلم میں تین سندات سے مروی ہے یہ سندات صحیح ہیں۔  
مسند امام احمد ص ۳۶ ج ۴ اور دارمی ص ۲۲ بھی صحیح سندات سے مروی ہے۔

۲۔ حبیب بن ابی ثابت عن زید بن ارقم ترمذی میں صحیح سند سے مروی ہے تفصیل کے لئے دیکھئے اس کتاب کا ص ۲۶

۳۔ مسلم بن صبیح عن زید بن ارقم مستدرک حاکم ص ۴۸ ج ۲ میں مروی ہے جسے حاکم نے صحیح الاسناد علی شرط الشیخین کہا ہے۔

۴۔ علی بن سعید عن زید بن ارقم مسند امام احمد ص ۳۶ ج ۴ میں مروی ہے یہ روایت سنداً صحیح ہے مگر اس میں ثقلین کی تفسیر نہیں کی گئی دوسری روایات اس کی تفسیر کر دیتی ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ حدیث ثقلین عن زید بن ارقم قطعاً صحیح ہے البتہ وافضل کا استدلال اس سے صحیح نہیں۔

حدیث الثقلین عن زید بن ثابت مسند میں دو سندوں کے ساتھ مروی ہے اور مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند عبد بن حمید میں ایک ایک سند کے ساتھ مروی ہے اور یہ روایت من اقوی درجات الحسان ہے تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب کا صفحہ ۵۶ نقشہ سانیہ حدیث الثقلین عن زید بن ثابت

حدیث الثقلین عن ابی سعید الخدری ترمذی مسند امام احمد معجم طبرانی مسند ابی یعلیٰ طبقات بن سعد اور بعض دیگر کتابوں میں مختلف سندات سے مروی ہے لیکن تمام سندات کا مدار عطیہ عوفی پر ہے اور عطیہ عوفی مختلف فیہ راوی ہے لہذا یہ روایت حسن درجہ کی ہے۔

حدیث الثقلین و الموالاة زید بن ارقم سے نسائی مسند ابی عوانہ مستدرک حاکم میں صحیح سندات سے مروی ہے تفصیل کیلئے دیکھئے اسی کتاب کا ص ۵۶ نقشہ سانیہ حدیث الثقلین الموالاة عن زید بن ارقم

حدیث الموالاة عن زید بن ارقم ترمذی نسائی مسند امام احمد میں مختلف سندات سے مروی ہے

ان میں ترمذی کی سند صحیح اور بقیہ اسناد میں صحیح کی ہیں۔

حدیث الموالاة عن بریہ الأسلمی ہندام احمد اور خصائص مرقومہ میں مختلف سند سے مروی ہے اور قطعاً صحیح ہے۔ علامہ العیثمی اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں: "والا لبرہ و ہندام احمد"۔  
 رجال اصح تفصیل کے لئے دیکھیں اس کتاب کا صفحہ ۱۵۱۰۔ ایضاً حدیث الموالاة عن بریہ

حدیث الموالاة عن سعد بن ابی وقاصؓ اسے سات تلامذہ ابن ماجہ، خصائص مرقومہ، مختلف سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں جن میں بعض قطعاً صحیح ہیں اور بعض ضعیف۔  
 تفصیل کیلئے دیکھئے صفحہ ۱۵۱۰۔ نقض اسناد روایت حدیث الموالاة عن بریہ

حدیث الموالاة عن البراء بن عازب ہندام احمد، ابن ماجہ، عبد الرزاق اور حافظ ابن کثیر نے روایت کی ہے اور یہ روایت حسن لذاتہ اور صحیح لغيرہ ہے۔

## حدیث الرحبہ

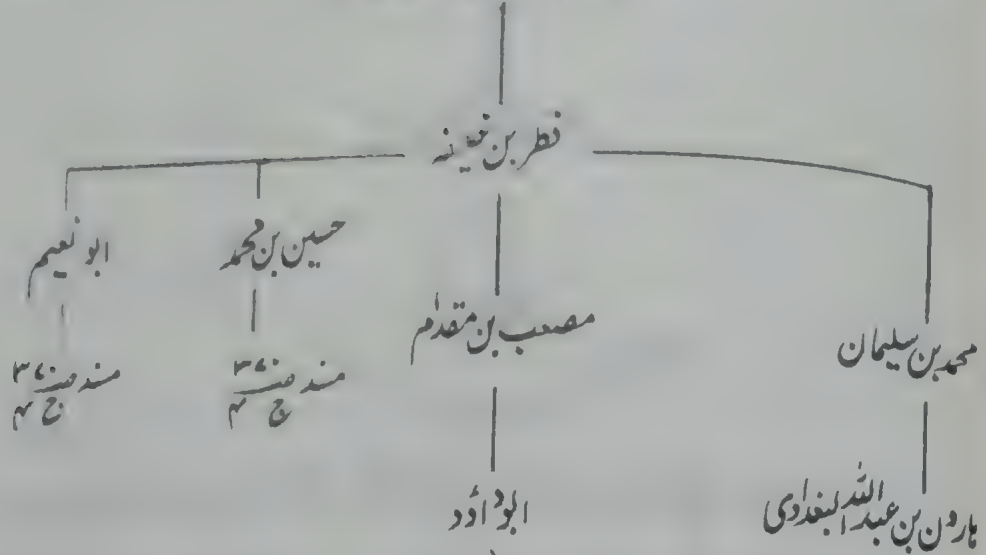
حدیث الرحبہ سے مراد یہ ہے کہ ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کوفہ کی جامع مسجد کے وسیع صحن میں لوگوں کو جمع کر کے حلف دیکر شہادت طلب کی کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) کے کلمات سنے ہوں وہ شہادت دے پس کچھ صحابہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے شہادت دی کہ ہم نے آنحضرت سے یہ کلمات سنے ہیں۔ یہ واقعہ کتب احادیث میں مختلف سند سے ذکر کیا گیا ہے

آئندہ صفحات میں ان کے نقوش ملاحظہ فرمائیں



حدیث الرحبہ ۱۔

عن ابی الطفیل رضی اللہ عنہ



رواہ نسائی فی الخصائص ص ۵۵

اس حدیث کے متعلق علامہ البیہقی لکھتے ہیں: رجال الصصح غیر فطر بن خلیفہ وہوثقہ ص ۱۰۲ ج ۹  
فطر بن خلیفہ ایضاً صحیح بخاری کا راوی ہے کتاب الجمع ص ۴۱۶  
پس حدیث الرحبہ کی یہ روایت یقیناً صحیح ہے۔



حدیث الرحبہ ۱

عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

ابو سلیمان  
الحکم

ابو اسرائیل — اسو بن عامر منہ ص ۳ ج ۵

اس حدیث کے متعلق علامہ البیہقی لکھتے ہیں: رواہ احمد و ذیہ البوسلیان و لم اعرف الا یحییٰ بن بشر بن سلیمان  
وہوثقہ و بقیۃ رجالہ ثقات، اور اس کے حاشیہ میں لکھا ہے: ابو سلیمان ہو زید بن حبیب  
کما وقع عند الطبرانی (ابن حجر) زید بن حبیب محضرم ہیں اور نہایت ثقہ ہیں۔

تہذیب ص ۲۲ ج ۲

حدیث الرجبلہ ۱۔ عن زیاد بن ابی زیاد الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بریع بن صالح الاسلمی

محمد بن عبد اللہ

رواہ احمد ص ۱۰۱ البدایہ والنہایہ ص ۳۳۳

اس حدیث کے متعلق علامہ المصنفی لکھتے ہیں "رواہ احمد و رجالہ ثقات"



عن عمرو ذی مری رضی اللہ عنہ

حدیث الرجبلہ

ابو اسحاق

اسرائیل

خلف بن قسیم

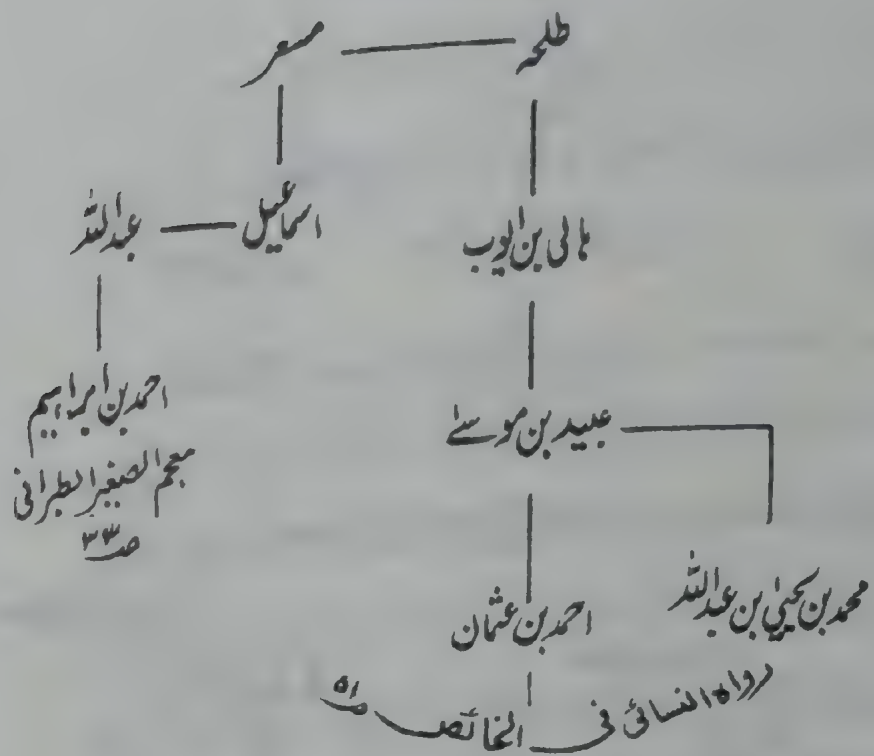
علی بن محمد

رواہ النسائی فی الخصال ص ۵۵



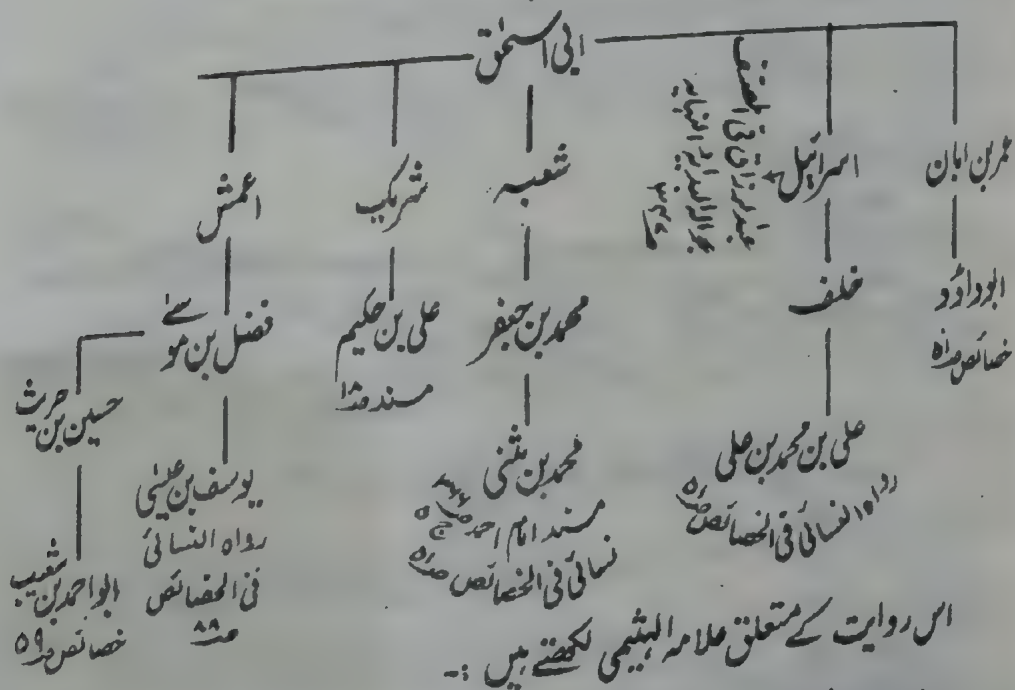
حديث الرجب :-

عن عمير بن سعد



### حدیث الرجہ :-

عن زید بن شیح وسعید بن وهب

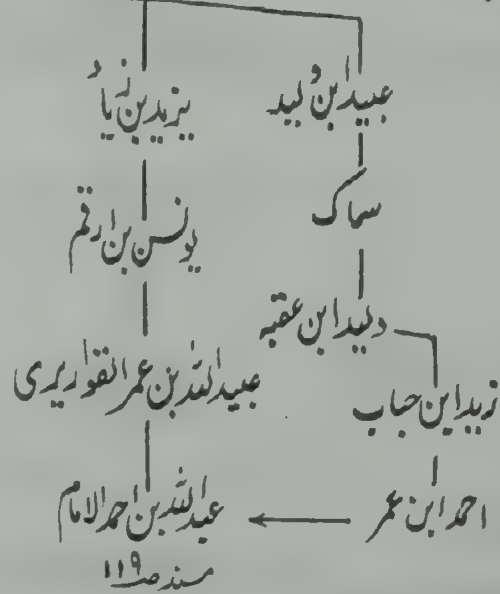


مجمع الزوائد ١٠ ج ١ (١٩٤٤)

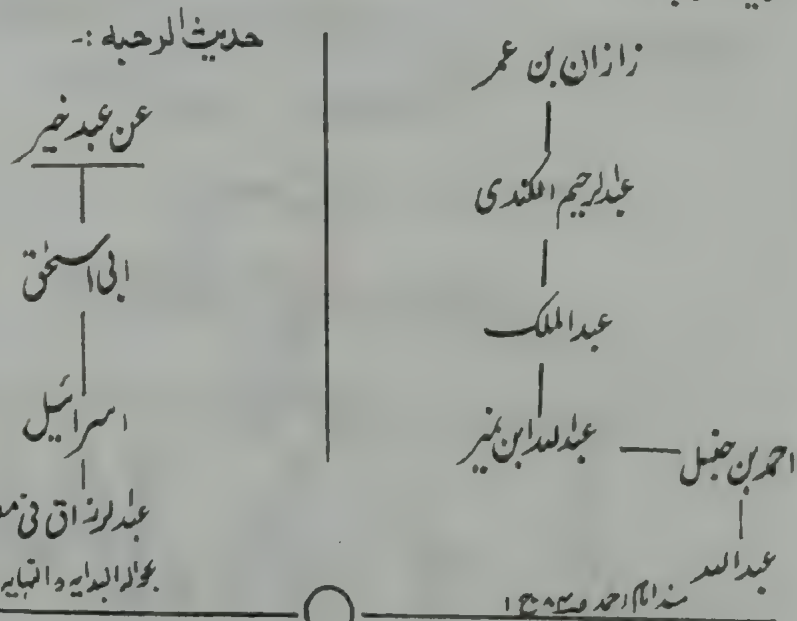


عن عبد الرحمن بن أبي سفيان

حديث الرحبه:



حديث الرحبه:-



حديث الرحبه:-

عن اصبح ابن نباته بحواله اسد الغابه ص ٣٠٤ ج ٣

علي بن الحسين — محمد بن خلف

محمد بن اسماعيل بن اسحق

## مولانا فاضل کی کتاب حدیث الثقلین پر تبصرہ

مولانا فاضل نے کتاب (حدیث الثقلین) میں بادیہ و وسعت مطالعہ اور ادعاء دیانت کے جس افسوسناک کوتاہ نظری اور خیانت کا ثبوت دیا ہے وہ ذیل کی سطور میں ملاحظہ فرمائیں زبان بے ساختہ پکار اٹھتی ہے۔

ان كنت تندى فتلك مصيبة وان كنت تندى فلعصبة اعظم  
اولاً: مولانا فاضل نے مسند امام احمد کی روایات میں حضرت برید رضی اللہ عنہ کی روایتیں ذکر نہیں کیں جو قطعاً صحیح ہیں، محدثین کرام نے حضرت برید رضی اللہ عنہ کی روایات کے متعلق تصریح کی ہے کہ وہ صحیح اور محفوظ ہیں دیکھئے اس کتاب ص ۳۷ دم ۲۹ مسند امام احمد کی چوتھی پانچویں اور چھٹی روایت نیز مولانا نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث الرحبہ بھی ذکر نہیں کی جو یقیناً صحیح ہے اور اس سے مسند امام احمد کی احادیث مذکورہ در حدیث الثقلین سے حدیث اول کی بھی تشریح ہو جاتی ہے دیکھئے اس کتاب کا صفحہ نمبر ۶۱ ————— بحوالہ مسند امام احمد ص ۳۷ ج ۵

ایضاً مولانا نے مسند امام احمد کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ والی روایت کا تذکرہ بھی نہیں فرمایا جو ہم نے زیر نظر کتاب کے ص ۴۱ پر مسند احمد کی نویں روایت کے عنوان سے رج کی ہے اور اس پر مکمل بحث کی ہے۔

ثانیاً: مولانا فاضل نے مسند بزار کی تین روایتیں جو حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت بریدہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں نقل نہیں کیں جو صحیح ہیں اور علامہ البیہقی نے ان پر مجمع الزوائد میں صحت کا حکم لگایا ہے دیکھئے زیر نظر کتاب کا ص ۴۳

ثالثاً: بنی روایات کا ذکر کے مولانا نے ان پر جرح کی ہے ان میں سے بعض روایتیں تو واقعی ضعیف ہیں اور بعض روایتیں صحیح ہیں لیکن مولانا نے ان پر جرح کرنے میں دیانتداری سے کام نہیں لیا۔ مندرجہ ذیل ہمارے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں۔

اول۔ مولانا نے اسانید کی تحت دو روایتیں نقل کی ہیں ایک ایسا ایضاً درج ہے  
 دوسری السنن البکری سے بحوالہ البدایہ النہایہ ان دونوں روایتوں کے بارے میں فرمایا  
 علامہ نے نے خصائص ہذا میں صحت روایات کا بالکل التزام نہیں کیا بہت سی ضعیف  
 روایات بھی اس میں آگئی ہیں اور متہم بالوضع اور متہم بالتشیع اور کئی قسم کے مجروح روایات  
 سے اس کی روایات مدون کی گئی ہیں خصائص کی روایات اصول حدیث کے قواعد سے  
 ہی قبول کی جاسکتی ہیں اسکے بغیر نہیں۔ (حدیث الثقلین ص ۹۹)

۲۔ یہ ہر دو روایات مندرجہ بالا دراصل ایک ہی روایت ہے۔ اسناد میں صرف ایک راوی کا  
 فرق ہے۔ اس طرح کہ خصائص میں یحییٰ بن حماد کا شیخ ابو عوانہ اور سنن میں یحییٰ بن حماد  
 کا شیخ ابو معاویہ ہے باقی تمام اسناد ایک جیسا ہے اور تن بھی ہر دو روایات قریباً ایک  
 ہی ہے۔ صرف ایک حرف کا قلیل سا فرق ہے (ص ۱۰۱)

۳۔ ان ہر دو اسانید میں کئی ایک بزرگ شیعہ ہیں مگر نرم نرم فلہذا ہم نے اس بحث کو طول دینا  
 مناسب نہیں خیال کیا البتہ ابو معاویہ کے متعلق ذرا سخت الفاظ پائے جاتے ہیں انکو سامنے  
 لادینا ٹھیک ہے۔ ذہبی نے میزان الاعتدال ص ۳۸۳ ج ۳ میں ابو معاویہ کے متعلق لکھا ہے۔

قد استھر عند الغوغلو التشیع، یعنی قالی شیعہ تھے ان کا غلو فی التشیع مشہور تھا۔  
 ہمیں مولانا نے ان کے تینوں مندرجات سے اتفاق ہے مگر سوء ادب معاف مندرجہ ذیل سوالات  
 کے جوابات مرحمت فرمائیں تو ممنون ہوں گے۔

۱۔ کیا آنجناب نے خصائص کی روایت کو اصول حدیث کے قواعد کے تحت پرکھا ہے۔ وہ کونسا  
 سقم ہے جس کے تحت آپ نے خصائص کی روایت کی تضعیف کی ہے۔ اس راوی کی بھی نشانہ ہی  
 ضروری ہے جس کی شامت سے یہ روایت ضعیف ہو گئی۔ اور وہ کونسا محدث ہے جس نے  
 خصائص کی اس روایت کو ضعیف کہا ہے؟

۲۔ السنن البکری کی روایت کے راوی ابو معاویہ کے متعلق آپ کو علم نہیں کہ وہ صحیحین کے



رازی ہیں۔ کتاب الجمع ص ۴۲ اور صرف صحیح بخاری میں ان سے متعدد آیات مروی ہیں اور  
کیا آپ کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ علاؤدین نے تذکرہ میں ابو معاویہ کے متعلق مندرجہ ذیل  
عنوان قائم کیا ہے :-

ابو معاویہ الحافظ الثبت محدث الکوفہ ص ۲ اور کیا آنجناب نے میزان الاعتدال صفحہ ۲۰  
میں مندرجہ ذیل کلمات معائنہ نہیں فرمائے (احد الائمة الاعلام الشقات) و فی الاشمث ثقتہ ؟  
۳۔ اگر بالفرض ابو معاویہ پر کوئی جرح ہے تو اسکی وجہ سے خصائص کی ابو عوانہ والی روایت  
کیوں اور کیسے ضعیف ہو گئی۔ اصول حدیث کی کسی کتاب کی درق گڑانی کیجئے۔ اگر آپ کسی ایسے ضابطہ  
کی تلاش میں کامیاب ہو جائیں تو یقیناً یہ علمی دنیا میں ایک گرانقدر اضافہ ہو گا۔  
دوہ :- مولانا فاضل فائی کی روایات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

لیکن علماء حق کو اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کے جواب کی بھی توفیق عطا فرمائی ہے چنانچہ  
حضرت مولانا تھانوی مرحوم نے اپنی تصنیف بیان القرآن میں پارہ ششم آیہ یا ایہا  
الرسول بلغ ما انزل الیہ کے حواشی مسمیٰ بنصح الاغلاط متعلقہ جلد سوم مطبوعہ عثمانی  
دہلی میں اس روایت (من کنت مولاه فعلی مولاه) کی عربی عبارت میں  
طویل بحث کی ہے جس میں اس روایت کے تمام طرق و اسانید جمع کر کے محققانہ تنقید  
فرمائی ہے۔ وہاں صاحب عنقات کی تمام مساعی کو خوب رد کیا ہے۔ ہم تحقیق کے طلبکار  
لوگوں کو گزارش کریں گے کہ اگر اس روایت کی کما حقہ تحقیق دیکھنی مطلوب ہو تو اس مقام  
سے ضرور فائدہ اٹھائیں وہاں بڑے بڑے عجیب انکشاف حاصل ہوں گے۔ اور شیعی  
استدلال کی پوری حقیقت بھی واضح ہو جائے گی۔ ص ۱۵۱

جہاں تک شیعی استدلال کا تعلق ہے وہ بوجہ غلط ہے۔ نیز رافضیوں نے اس روایت میں  
اضافت بھی کر رکھے ہیں وہ بھی باطل ہیں۔ رافضی کا مدعا یہ ہے کہ یہ روایت حضرت علی المرتضیٰ کی  
خلافت بلا فصل پر قول فصیل ہے اور انہوں نے اس روایت میں اضافے کئے ہیں کہ :-

”بایا ایھا الرسل بلغ ما انزل الیک من ربک“ میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ حضرت علی کی خلافت کا اعلان فرمادیں اور ہر موقعہ غدیر خم آنحضرت نے اس آیت کی تفسیر کی اور ”من کنت مولاه فعلی مولاه“ کا فرمان جاری کر دیا اور آنحضرت نے اعلان پر اللہ تعالیٰ نے آیت الیوم اکملت لکم دینکم الخ نازل فرما کر دین کی تکمیل کر دی اور یہ دونوں اضافے قطعاً بے حقیقت ہیں بخاری کی روایت شاہد ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ یوم عذہ المبارک کو مقامِ عرفت میں ہر موقعہ حجۃ الوداع نازل ہوئی اور خطبہ غدیر خم آنحضرت نے حجۃ الوداع سے مراجعت کے بعد دیا ہے اور اس خطبہ کا اصل شان و رود دوسرا ہے جو پیش کردہ احادیث میں مذکور ہے۔ لیکن خطبہ غدیر خم کے بارہ میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں روایت ہے چنانچہ ملا علی قاری لکھتے ہیں ”اصلہ فی صحیح البخاری ۲۴۱۲ اور صحیح مسلم میں کچھ تفصیل بھی ہے۔“

”من کنت مولاه فعلی مولاه“ کے الفاظ اگرچہ صحیحین میں نہیں ہیں تاہم اس کے پس منظر اور پیش منظر کی جھلک صحیحین میں بھی پائی جاتی ہے۔ صحیح بخاری ص ۶۳ اور ترمذی ہائی، ابن ماجہ، مسند امام احمد، مسند بزار اور طبرانی وغیرہ دیگر کتب حدیث میں باسانید صحیحہ حبیدہ قویہ روایات موجود ہیں اور بہت سے محدثین نے ان روایات پر صحت کا حکم لگایا ہے جیسا کہ گذشتہ اوراق میں قارئین کرام ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اور جن بزرگوں نے اس روایت کی تضعیف کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس روایت میں ان افسانوں کی تضعیف کرتے ہیں جو ردافض کے من گھڑت ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ نے بھی انہی اضافوں کی تضعیف کی ہے۔ چنانچہ مولانا موصوف آیت ”یا ایھا الرسل بلغ الخ“ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ اس روایت کی پوری تحقیق روح المعانی میں ہے وہاں دیکھ لی جائے اور علامہ آلوسی نے روح المعانی میں انہی اضافوں کا رد کیا ہے اور اصل روایت ”من کنت مولاه فعلی مولاه“ کے متعلق بڑی صفائی سے ارشاد فرمایا کہ یہ روایت صحیح ہے جیسا کہ ہم نے ابتداء بحث میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ حضرت تھانویؒ کے نزدیک حدیث "من كنت مولاه فعلي مولاه" صحیح ہے اور روافض کے اصناف باطل ہیں۔ نیز حدیث مذکورہ سے استدلال روافض کا خلافت بلا فصل علی پر بھی باطل ہے۔ جیسا کہ روح المعانی میں علامہ آلوسیؒ نے اور البدایہ والنہایہ میں حافظ ابن کثیرؒ نے اور سیرۃ المصطفیٰ میں حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ نے نہایت شرح و بسط سے بیان فرمایا۔ لیکن مولانا فاضل نے حضرت مولانا تھانویؒ کے نام سے جو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ روایت بھی ضعیف ہے وہ اس ناخدا ترسی کا ثمرہ ہے جو متیقن کا شیوہ نہیں اور ایسی خیانت ہے جو محققین کے شایان شان نہیں۔ "والله يهدى من يشاء الى صراط مستقيم"

سوم :- حدیث الثقلین کے صنف پر مولانا فاضل سند ابی عوانہ کی سند پر اس طرح بحث فرماتے ہیں :-

- ۱۔ سند ابی عوانہ کا مکمل اسناد کامل کتاب ستیاب نہ ہونے کی وجہ سے میسر نہ ہو سکا۔
- ۲۔ یہ من دعن ہی روایت ہے جو علامہ منائی سے سنن کبریٰ نسائی میں مروی ہے اور البدایہ والنہایہ ابن کثیر کے حوالے سے ہم نقل کر چکے ہیں یعنی میسر شدہ اسناد کے ساتھ اس کو نقل کیا گیا ہے۔ اس کی تمام متعلقہ بحث ہاں نعلانی کی روایات کے تحت مندرج ہے ملاحظہ فرمائی جائے۔ اعادہ کرنے کی حاجت نہیں صنف۔

مولانا فاضل کی چابکدستی کی بھی داد دینی پڑتی ہے کہ سند ابی عوانہ کی روایت کو من دعن سنن کبریٰ نسائی کی روایت قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ سند ابی عوانہ کی روایت ابو عوانہ سے ہے اور سنن الکبریٰ میں راوی ابو عوانہ نہیں بلکہ ابو معاویہ ہیں۔ ابو عوانہ راوی خصائص تفسوی کی روایت کا ہے اور خصائص کی روایت پر مولانا نے کوئی جرح نہیں کی جس میں ابو عوانہ راوی ہے مولانا موصوف نے سنن الکبریٰ کی ایک روایت کی سند میں ابو معاویہ پر غلو فی التشیع کا الزام لگایا ہے۔ وہ بھی خیانت سے خالی نہیں اور پھر دونوں روایتوں کو ایک کہہ کر نہایت چابکدستی سے ضعیف قرار دیا۔ خصائص تفسوی کی روایت ابو عوانہ بھی صحیح ہے اور سند ابی عوانہ والی بھی روایت



صحیح ہے اور ابو معاویہ راوی بھی صحیحین کا راوی ہے۔ وہ روایت بھی صحیح ہے لیکن  
 مَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نَفْسًا مِّنْ نَّفْسِهِ

میزان الاعتدال سے مولانا نے جو جرح نقل کی ہے اس میں مبینہ طور پر خیانت کی ہے  
 قال النائی شیعی محضات ۲۵۶ یہاں شیعی محض کے بعد ثقہ کا کلمہ حذف کر کے مولانا نے  
 حقیقت کو مستور کر دینے کی مذموم کوشش کی ہے۔ پھر اسی سطر میں ابو حاتم کا قول صدوق ثقہ بھی منقول  
 ہے۔ مولانا نے ادھر کچھ التفات نہ فرمائی۔ ویس ذالک من ضنیع المتقین

تنبیہ: شیعہ کا لفظ اصطلاح اسلام میں افضی کے مترادف نہیں۔ رفض جرح ہے۔  
 شیعیت جرح نہیں۔ دیکھو تدریب الراوی ص ۲۱۸

دوسرا راوی محمد ابن فضیل تومث اللہ صحیح کا راوی ہے۔ دیکھو کتاب الجمع ص ۴۴۔ صحیح بخاری  
 میں اسکی متعدد روایتیں ہیں اور ثقہ راوی ہے دیکھو تذکرۃ الحفاظ ص ۲۸۹۔

چہلار: مستدرک حاکم کی دوسری روایت پر مولانا نے جو جرح کی ہے وہ بھی درست نہیں  
 مولانا تحریر فرماتے ہیں کہ مستدرک حاکم کا یہ اسناد متعدد تحویلوں کی وجہ سے کافی طویل ہے۔  
 اسماء الرجال کی جانب توجہ کرنے سے معلوم ہوا کہ ان دواۃ میں دو صاحب "عبد الملک رقاشی" و خلف  
 محرمی" ایسے موجود ہیں جن کی موجودگی میں اس روایت کو صحیح الاسناد نہیں کہا جاسکتا۔  
 کتاب الثقلین ص ۱۳۹

نقشہ اسامع تحویلات درج ذیل ہے:-

حدثنا ابو الحسن محمد بن احمد تمیم الحنظلی  
 بیفدا وحدثنا ابو قلابہ عبد الملک ابن محمد  
 عن یحییٰ ابن حماد  
 الرقاشی قال

حدثنا ابو بکر محمد بن احمد ابن بابویہ  
 حدثنا ابو بکر احمد بن جعفر  
 قال حدثنا یحییٰ ابن حماد  
 قال حدثنا عبد اللہ ابن احمد قال حدثنی ابی

حدثنا ابو نصر احمد بن سهل الفقيه بخاری حدثنا  
 صالح بن محمد الحافظ البغدادي حدثنا خلف بن  
 يحيى بن حماد  
 سالم المخرمي قال حدثنا

يحيى بن حماد حدثنا ابو عوانه عن سلمان الاعمش قال حدثنا جيب  
 ابن ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال لما رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ  
 من ذرجه بالانفسه في ممولى تامل سے یہ حقیقت واضح ہو سکتی ہے کہ روایت میں جملہ تحویلات  
 کا سہارا یحییٰ ابن حماد راوی پر ہے۔ یحییٰ ابن حماد سے نیچے تین طریق ہیں۔

مولانا نے اس روایت پر جرح کرنے میں بھی نہایت عیاری اور چابکدستی کا ثبوت  
 دیا۔ جن دو راویوں پر انہوں نے جرح کی ہے۔ یعنی عبد الملک القاشی اور خلف ابن سالم۔ وہ  
 دونوں یحییٰ ابن حماد سے نیچے دو طریقوں میں واقع ہیں۔ ایک طریق اسناد سالم عن الجرح رہ  
 جاتا ہے۔ پھر مولانا کا اس روایت کو غیر صحیح کہہ دینا کتنی بڑی جسارت اور غادعت ہے۔ پھر  
 مولانا نے جو خلف ابن سالم پر جرح کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کا دل خوف خدا سے بالکل  
 خالی ہے۔ علامہ ذہبی خلف ابن سالم کے متعلق لکھتے ہیں :-

خلف ابن سالم الحافظ المجتہد ابو محمد السندی الخ تذکرۃ الحفاظ ص ۵۹ ج ۲

(صح) خلف ابن سالم (س) المخرمي - يقول احمد ابن حنبل -

لا يشك في صدق خلف قال يعقوب ابن شيبه كان ثقة ثبتا

وقال ابن حبان - كان من الخذاق المتقين -

عبد الملک القاشی پر بھی جرح کرتے وقت معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کا دل خوف خدا  
 سے خالی تھا۔ میزان الاعتدال کے حوالے میں بھی مولانا نے خیانت کی ہے۔ یہ دارقطنی  
 کا قول ہے کہ کثیر الوهم لا یحج بہ صدوق کثیر الوهم۔ لیکن دارقطنی کی یہ جرح  
 غیر مقبول ہے۔

علامہ ذہبی فرماتے ہیں عبد الملک ابن محمد الرقاشی هو مكثر صاحب  
حدیث و فضل قال ابو داود دین مامون - وقال ابن جریر مارئیت احفظ  
منه قلت حدیثه من اعلی الفیلا نیات

ابو قلابہ الحافظ العالم المسند . . . . . بقع حدیثه عالیاً فی الفیلا نیات . تذکرہ  
پنجم : طبقات ابن سعد کی روایت پر جرح کرتے ہوئے ص ۴۶ میں لکھتے ہیں کہ مذکورہ اسناد  
میں ایک شخص عطیہ ہے جو سخت مجروح ہے اس کے بعد تقریب التہذیب اور میزان الاعتدال کے  
حوالوں سے اس پر جرح کی ہے سو گزارش ہے کہ عطیہ العوفی ضعیف ہے لیکن متروک نہیں۔  
میزان الاعتدال ہی میں ابو حاتم کا قول منقول ہے یکتب حدیثه ضعیف۔

ابن معین کہتے ہیں کہ صالح ہے "قال ابن معین صالح"

کشف الاستار میں ہے ۔ "صدق" ص ۴۷

مقصود یہ ہے کہ روایت حسن رحمہ کی ہے اور بالخصوص اس کے ساتھ کوئی اور راوی ہمنوا  
تو اس کی روایت بلاشبہ قبول کر لی جائیگی اور ہم آگے چل کر بتلائیں گے کہ دوسرے رواۃ  
بھی اس کی ہمنوائی کرتے ہیں۔

نشم : مولانا حدیث الثقلین کفہ میں نوادر الاصول کی روایت کے اسناد پر جمع  
کرنے پر لکھتے ہیں کہ زید ابن الحسن انما طی ضعیف ہے

واقفی ضعیف ہے مگر متروک نہیں۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں :-

قال ابو حاتم منکر الحدیث وقولہ ابن حبان - خود امام ترمذی نے اس کی  
روایت پر غریب حسن کا حکم لگایا ہے نیز لکھتے ہیں - ابن الحسن قدر روی عنہ  
غیر واحد من اهل العلم

ہفتم : مولانا موصوف نے حدیث الثقلین کے ص ۶۸ پر ترمذی کے دوسرے  
طریق کو پیش فرما کر اس پر جرح فرماتے ہیں۔ اسناد حبیباً کہ ترمذی شریف ہیں ہے اس طرح



نقل فرمایا، حدیث اعلیٰ بن المنذر الکوفی حدیثنا محمد بن الفضیل  
حدیثنا الاعمش عن عطاء بن ابی سعب و الاعمش عن حبیب بن ابی  
ثابت عن زید بن الادثر الخ اس پر جرح ہو مولانا کی بناء دلی قیل ہے۔  
اس اسناد میں تحقیق تفتیش جو کی ہے اس میں تین بزرگ ایسے برآہ ہوئے ہیں  
جو مخلص شیعہ ہیں۔ ان کے اخلاص فی التشیع معلوم کر لینے کے بعد رد قبول کا سہ  
خود بخود حل ہو جاتا ہے علی بن المنذر کوفی اور محمد بن الفضیل کے کوالف مند جو اہل  
حاضر ہیں۔ اور تیسرے صاحب شاہ عطاء بن عوفی ہیں عطیہ کے متعلقات ہم طبقات  
ابن سعد کے اسناد میں بوضاحت پیش کر چکے ہیں۔ انتہی

مولانا موصوف نے مندرجہ بالا جرح میں ایک مخفی کید کا استعمال فرمایا ہے مقصد یہ ہے  
کہ اعمش روای نے اس روایت کو دو صحابیوں سے روایت کیا ہے۔ ابو سعید الخدری اور زید  
بن الادثر۔ ایک سند میں عطیہ موجود ہے۔ الاعمش عن عطیہ عن ابی سعید الخدری بسیکن  
دوسری سند میں عطیہ نہیں ہے۔ الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن زید بن الادثر پس عطیہ  
پر جرح اس روایت کو ساقط نہیں کر سکتی۔ کیونکہ دوسری سند اس جرح سے پاک ہے۔ نیز  
عطیہ عوفی بھی اتنا مجروح نہیں جتنا آپ نے باور کرانے کی کوشش کی ہے ہم طبقات ابن سعد  
کی سند کے بحث کے ضمن میں میزان الاعتدال کے حوالہ سے بتلائے ہیں۔

قال ابو حاتم مکتب حدیثہ ضعیف وقال ابن معین صالح اور  
کشف الاسناد ص ۷ میں ہے عطیہ ابن سعد ... صدوق "غضیکہ عطیہ کی روایت  
فی نفسہ حسن رہبر کی ہے۔ نیز اعمش نے اسی روایت کو دوسری سند کے ساتھ ذکر کیا ہے  
جس میں کوئی جرح نہیں تو پھر اس کے قبول کر لینے میں کیوں تردد ہے۔ علی بن المنذر پر جرح کرنے  
وقت بھی مولانا موصوف کے ہاتھ سے دامن انصاف چھوٹ گیا۔ کیونکہ ان کی عدالت اور ثقاہت  
پر کسی نے کوئی انگشت غائی نہیں فرمائی البتہ اس کا متشیع ہونا بیان کیا ہے اور محض تشیع ہونے

کی ہی بات ہے۔ باقی کوئی جرح نہیں۔

ہشتم۔ کتاب حدیث الثقلین کے ص ۱۴۳ پر مستدرک الحکم کی ایک روایت نقل فرماتا ہے کہ مولانا موصوفی نے اس پر مندرجہ ذیل جرح کی ہے لکھتے ہیں :-

سب سے اول نمبر پر یہ سوال پیش ہے کہ یہ روایت صحیح ہے تاکہ اس کے مفہوم کے ساتھ اعتاد کی جائے۔ تو ناظرین کرام پر واضح رہنا چاہیے کہ اس اسناد میں مجاہد بن زید موجود ہیں۔ ایک بزرگ تو احمد بن حازم غفاری ہے۔ یہ شخص مندرجہ ذیل

کتب پر جستجو کے باوجود نہیں مل سکا پھر دس کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ اس کے بعد محمد بن علی الشیبانی ان کا شاگرد ہے۔ وہ بھی مجہول الحال ہے مندرجہ کتب میں بڑی محنت کی مگر تا حال مجہول ہے۔ ان لوگوں کی روایت قابل اعتنا نہیں۔

مولانا فاضل کا ان دوروں پر مجہول الحال ہونیکا حکم لگانا درست نہیں ہمیں یقین ہے کہ مولانا وسیع المطالعہ ہیں، ان پر تحقیق حال مخفی نہیں ہے۔ کیا تذکرۃ الحفاظ مولانا کو کسی کتب خانہ سے دستیاب ہو سکا کہ اس کا مطالعہ فرمالیتے؟ اگر شامہ رسیدید از نابرسید۔ علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں (ابن ابی عزرہ) هو الحافظ المجود ابو عمرو

احمد بن حازم الکوفی صاحب المسند ذکرہ ابن حبان

فی الثقات وقال متقناً تذکرۃ الحفاظ ص ۱۵۵ ج ۲

۲۔ علامہ ذہبی نے اس امر کی بھی نشاندہی کی ہے کہ محمد بن علی الشیبانی احمد بن حازم کا تلمیذ ہے۔

۳۔ علامہ ذہبی نے اس روایت کی تصحیح کی ہے نیز اسی سند کے ساتھ مروی ایک دوسری روایت کی بھی تصحیح کی ہے لکھتے ہیں :- ہذا حدیث صحیح و ما خجروہ

فی الکتاب الستہ تذکرہ ص ۱۵۵ ج ۲

۴۔ محمد بن علی ابن وحیم الشیبانی ابو جعفر راوی کے دو تلامذہ کا تذکرہ تو آنجناب نے

محمد بن علی ابن وحیم الشیبانی  
ابو جعفر راوی کے دو تلامذہ کا تذکرہ تو آنجناب نے



نے اپنی تصنیف 'حدیث الثقلین' میں کئی کئی جہانوں میں اس حدیث کے بیان کیے ہیں۔  
 ابن عثبات الحاکم سے تلمیذ ثانی جو یقین کی سند میں ہے محمد بن یحییٰ بن یزید بن ابی اسحاق  
 جس استاد سے روایت کریموں و قدامہ میں اس سے بیانات آتے ہیں وہی ہے۔ محمد بن یحییٰ  
 علامہ محمد بن احمد الصائغ الشافعی سے لے کر محمد بن یحییٰ بن یزید بن ابی اسحاق  
 کتاب میں روایت کیا ہے قال حدثنا ابو جعفر محمد بن علی السیاقی عن  
 احمد بن خالد عن حفص بن سلام عن یوسف بن زید عن یحییٰ بن یزید عن یحییٰ بن یزید عن یحییٰ بن یزید  
 ابن مسدد سے جلیل القدر و فاضل ہیں یہ حفص بن یوسف بن یحییٰ بن یزید بن ابی اسحاق کے نسبت کیا کرتے  
 نیز اس محدث کے چوتھے تلمیذ یہ یحییٰ بن یزید بن یحییٰ بن یزید ہیں جو علامہ ذہبی کے ساتھ میں حدیث میں  
 اور علامہ ذہبی نے اس سند کو صحیح کہا ہے۔ تذکرۃ اہل السنۃ و الرجال

اس پرستیزاویہ کہ حاکم نے خود اس حدیث کے متعلق لکھا۔ صحیح الاسناد و رجالہ و غیرہ۔  
 ذہبی کی تصحیح سے اس روایت کی عدالت بھی ثابت ہو گئی ہے۔ ابن عثبات سے حدیث کو روایت کیا ہے  
 الاسناد کہتے ہیں اور علامہ ذہبی اس کی تصحیح کرتے ہیں اس کے ذیل میں کہیں کیسے ہو گئے۔  
 روایت ضعیف کیسے ہو گئی۔

نہجۃ۔ حدیث الثقلین کے ساتھ ساتھ اس میں مولانا فاضل نے انصاف و عدل کی کتاب  
 المختار سے ایک روایت نقل کی ہے اور اس پر سند جو ذیل الفاظ میں بنی ہوئی ہے۔  
 ۱۔ طبرانی کبیر کے مائید میں یہ حدیث اسی گندھکی سے کہ سلم بن کہیل کہیں کہیں کہ جو اس حدیث کو  
 راوی ہے۔ حقاہ بن الحمر نے تہذیب میں ان کو تیش و افح حوہ پر کیا ہے۔  
 ۲۔ سلم بن کہیل کے متعلق مجموع طبرانی کبیر کے اسناد و رجالہ کی حدیث حقاہ بن الحمر کا پورا حوالہ  
 مکمل عبارت کے ساتھ درج ہو چکا۔

۳۔ تنبیہ: فاضل مقدسی المتوفی ۳۸۰ھ سے یہ حدیث صحیح و ثابت نہیں بلکہ  
 محدثین سے نقل ہیں۔ غالب خیال یہی ہے کہ مذکورہ سند جو سلم بن کہیل کے اسناد و طبرانی کے



معجم کبیرے منقول ہے۔ اسناد حوئے اسناد سے بھی عدم قبول دیا کیلئے ثبوت  
مل گیا۔

مولانا فاضل کے مندرجات بالا پر مندرجہ ذیل کلام ہے۔ ۱۔

۱۔ مولانا فاضل صاحب کو شاید معلوم ہو گئی۔ انہوں نے معجم طبرانی کبیر کی روایت نقل نہیں  
کی پھر اس پر بحث کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۲۔ سلمہ بن کہیل معجم طبرانی کبیر کے اسناد سوم میں نہیں بلکہ مستدرک حاکم کی روایت سوم  
کے اسناد میں واقع ہے۔ محمد بن سلمہ ابن کہیل عن ابیہ۔

۳۔ مولانا فاضل صاحب نے وہاں سلمہ ابن کہیل پر جرح نہیں کی بلکہ محمد بن سلمہ ابن کہیل پر جرح  
کی ہے اس پر حوالہ تہذیب کا نہیں دیا بلکہ لسان المیزان کا دیا ہے۔ بیٹے پر جرح باپ کو  
کیسے ساقط الاعتبار کر سکتی ہے۔

۴۔ سلمہ بن کہیل صحیحین کا راوی ہے۔ دیکھو کتاب الجمع ص ۱۹

نیز یہ راوی بھی ثقہ ہے دیکھو تقریب التہذیب ص ۱۳۱

۵۔ مولانا کا یہ خیال بھی صحیح نہیں کہ یہ معجم طبرانی کی روایت سوم مستدرک حاکم کی روایت سوم  
کا ٹکڑا ہے۔

سلمہ ابن کہیل عن ابی الطیف عن زید بن الارتم سے ترمذی اور مسند امام احمد کی روایات  
ہیں۔ جن میں سلمہ ابن کہیل کا تلمذ شعبہ ہے محمد ابن سلمہ نہیں۔ عین ممکن ہے کہ یہ روایت  
ترمذی اور مسند امام احمد والی روایت ہو۔

دھم :- مولانا فاضل نے صحیح مسلم کی روایت حدیث الثقلین کو صحیح تسلیم کیا ہے جس میں تذکرہ  
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ اور مدینہ کے درمیان خم نامی مقام پر خطبہ دیا اور غلط فرمایا  
اور تذکیر کی کہ انا تارک فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ میں تمہارے اندر  
دو وزن دار چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں پہلی ان میں اللہ کی کتاب ہے کتاب کے بارہ

میں ایک تقریر فرمائی اور کتاب کی توصیف کی کہ اس میں ہدایت اور نور ہے اور ترفیع و تہذیب  
 کہ اس کے ساتھ استساک کرد اور براہِ گنجۂ کیا کہ اسے حضورؐ کی تمام شہ قبال و اہل بیت  
 اذکرہم اللہ فی اہل بیت یعنی کتاب اللہ کے بارہ میں ترفیع دلائل کے بعد ایش و ذوال  
 کہ سے اہل بیت ہیں میں تمہیں اہل بیت کے بارہ میں خدا کو یاد دلانا ہوں حضورؐ نے ان الفاظ کو تین بار فرمایا  
 صحیح مسلم کی یہ روایت مسند امام احمد ص ۳۶۶ و ص ۳۶۷ جلد ۱۱ سنن ابی داؤد ص ۲۲۳ میں بھی ان  
 ہی الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔

لیکن مولانا فرماتے ہیں کہ یہاں ثقلین سے مراد ایک تو اللہ کی کتاب ہے جیسا کہ روایت  
 میں تصریح ہے اور دوسرا ثقل رسول اللہ کی سنت ہے جو روایت میں مذکور نہیں آنحضورؐ نے  
 ذکر کی تھی مگر راوی حدیث حضرت زید بن ررقم فراموش کر گئے اور اہل بیت کا تذکرہ آپؐ نے یوں  
 ہی کر دیا ثقل ثانی اہل بیت نہیں اور اپنے ادماء کے اثبات کے لئے مندرجہ ذیل شواہد پیش کئے۔  
 ۱۔ زید بن ررقم صحابی خود فرماتے ہیں کہ میں کبیر السن ہو گیا ہوں اسلئے کچھ چیزیں فراموش  
 کر گیا ہوں۔

۲۔ راوی کا بیان ہے ثم قال پھر اس کے بعد فرمایا قابلِ بیتی چونکہ ثم تراخی کے لئے آتا ہے  
 اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اللہ کے تذکرہ کے بعد سنت رسول کا تذکرہ کیا ہوگا اور  
 پھر اہل بیت کا ذکر ویسے ہی کر دیا ہے۔

۳۔ جمہور علماء کرام کے نزدیک ثقل ثانی سنت نبویؐ ہے علی صاحبہما الصلوٰۃ والسلام۔  
 غرضیکہ مولانا نافع نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ چونکہ زید بن ررقم فراموش ہو گئے کہ خود ان کا  
 بیان کہ کبیر السن تھے اور نسیان غالب تھا لہذا وہ دوسرا ثقل فراموش کر گئے تھے۔ اور  
 ثم قال بھی اس کا قرینہ ہے۔ کیونکہ ثم تراخی کے لئے آتا ہے۔

یہاں مولانا نافع کا کہ انہوں نے نسیان کی نسبت حضرت زید بن ررقم کی طرف کی  
 ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں کی۔ اگر مولانا یوں کہہ دیتے کہ حضورؐ بھی تو

آخر بشر تھے۔ دوسرے ثقل سنت رسول کا بیان فی بیان کیوجہ سے رہ گیا۔ آخر بعض روایات میں انسانی کما تنسوں بھی تو آیا ہے تو مولانا کا کوئی کیا بگاڑ سکتا تھا۔

ہیں افسوس ہے کہ مولانا فاع بر موقوعہ موجود نہ تھے ورنہ حضرت زید بن ارقمؓ کو یاد دلادیتے کہ حضرت دوسرا ثقل سنت رسول اللہ ہے اسے بھی ذکر کر دیں۔

اگر مولانا فاع ناگوار نہ جائیں تو ہم یہ استفسار کرتے کی جہالت کرتے ہیں کہ حضرت آپ کوئی ایسی روایت پیش کر سکتے ہیں جس میں ثقلین کا لفظ بھی مذکور ہو اور لفظ ثانیہما سنعتی کی بھی تصریح ہو۔ یا خطبہ غدیر کے سلسلہ کی کوئی روایت ایسی پیش کر سکتے ہیں جس میں سنعتی کا لفظ آیا ہو۔ چلے روایت نہ ہی آپ کسی محدث کی نشاندہی کر سکتے ہیں جس نے مسلم کی اس روایت کی تشریح میں لکھا ہو کہ یہاں ثقل ثانی سے مراد سنت رسول ہے اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے اور قیامت تک نہیں کر سکتے تو پھر جمہور علماء کے نزدیک ثقل ثانی سے مراد سنت رسول اللہ ہے) کا جملہ لکھ کر قارئین کو دہوکہ دینے کی کوشش کیوں کی ہے۔

باقی ثم قال کے لفظ کو جو آپ نے قرینہ ٹھہرایا ہے یہ بھی ایک دہوکہ ہے جب انھوں نے کتاب کے بارہ میں ایک لمبی تقریر کی ترغیب دی اور تذکیر فرمائی تو کچھ وقت صبر نہ ہو گیا پھر اہل بیت کا تذکرہ فرمایا تو اسے ہی راوی نے ثم قال سے تعبیر کر دیا اور لغت کے لحاظ سے ایسے مواقع پر ثم کا استعمال درست ہے، قرآن، حدیث اور محاذہ عرب میں اس کے بکثرت نظائر ملتے ہیں۔

مولانا نے ادھر التفات نہیں فرمائی کہ ثم قال واہل بیتی میں واو عاطفہ شہادت دیتی ہے کہ اس کا معطوف علیہ اولہما کتاب اللہ ہے واہل بیتی یعنی وہاں اہل بیت محمدؐ میں کرام جو شاعر حسین حدیث میں انہوں نے یہی سمجھا۔ چنانچہ ملا علی قاری لکھتے ہیں:-

واہل بیتی ای ثانیہما اہل بیتی مرقاة ص ۳۷ ج ۱۱

شیخ عبدالحق المحدث الدہلوی لکھتے ہیں:- پس تر فرمود آنحضرت دم اہل بیت من اندر شفعہ اللہ تعالیٰ



علامہ نووی اور نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں :- (قولہ صلی اللہ علیہ وسلم  
انما تادرك فيكم الثقلين فذكر كتاب الله واهل بيته) قال العلماء سميا ثقلين  
لفظهما وكبير شانهما نووی حاشیہ صحیح مسلم ص ۲۲۹ ج ۲۔ السراج الوہاج ص ۲۶۷  
یعنی کتاب اللہ اور اہل بیت کو ان کی عظمت اور شان کی بڑائی کے لئے ثقلین کا نام  
دیا گیا ہے۔

علامہ زبیدی لکھتے ہیں (کتاب اللہ وعترتی) جعلہما ثقلین اعظاماً لقد  
ہما دفنخیا لہما۔ تاج العروس ص ۲۲۵ ج ۲ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
کتاب اللہ اور عترت کو ثقلین قرار دیا انہیں عظیم القدر اکبر الشان ظاہر کرنے کے  
لئے غور فرمائیں۔ ملا علی قاری، شیخ عبدالحق، علامہ نووی، نواب صدیق حسن خان تصریح  
کرتے ہیں ثقل ثانی اہل بیت ہیں اور علامہ نووی، نواب صدیق حسن خان اور علامہ  
زبیدی فرماتے ہیں کہ اہل علم کہتے ہیں کہ کتاب اللہ اور اہل بیت کو ان کی عظمت اور بڑائی  
شان کی وجہ سے ثقلین کہا گیا ہے۔ اور مولانا نافع کا بیان ہے کہ علامہ کرام کی رائے ہے کہ ثقل ثانی  
اہل بیت نہیں سنت نبوی ہے۔

### ملینظرای الفریقین اصدق قیلا د اہل سبیلہ ہر کہ آمد عمارت نو ساخت

مولانا نافع نے تو صحیح مسلم کی روایت کو صحیح تسلیم کر کے ثقل ثانی کے مصداق میں نزول  
کیا اور محدثین کی آرا کو نظر انداز کر دیا اور اس طرح اپنی تیزی طبع کا ثبوت دیا اور شیعہ کے  
رد میں جو کچھ انہیں سوچا ہے وہ متقدمین کو نہیں سمجھائی دیا۔ مگر بعد میں ایک بزرگوار ایسے  
نبی شریف لائے جنہوں نے مولانا نافع کا چراغ بھی گل کر دیا۔ میری مراد مولانا عبدالحلیم کانپوری  
سے ہے۔ مولانا موصوف رحشن فدیہ ختم کی حقیقت کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ شیعہ کی کتابیں  
اور ان کے مجتہد عوے کہتے ہیں کہ غدیر خم نامی مقام پر آپ نے خطبہ دیا اور (من کنت مولاه

فعلی مولا) فرمایا۔ حالانکہ ایسا واقعہ کبھی پیش نہیں آیا۔ غدیر خم نامی کوئی منزل مکہ اور مدینہ کے درمیان سرے سے نہیں ہے۔ اس کے گھڑنے والا اتنا جاہل ہے کہ حجازیہ سے بھی واقف نہیں۔ یہ ابن سبا کے ایک کامیاب حملے کے سوا کچھ بھی نہیں۔

مولانا نافع نے تو حدیث مولانا کو ضعیف کہا تھا۔ مولانا عبدالحلیم نے اسے موضوع کہہ دیا اور صحیح مسلم کی روایت حدیث ثقلین کو مولانا نافع نے صحیح کہہ کر ثقل ثانی کے مصداق میں چمکایا۔ کی باتیں مولانا عبدالحلیم صاحب نے اسے بھی موضوع قرار دیکر مزعومات شیعہ میں داخل کر دیا۔ اور نہایت ہی جسارت سے کہتے ہیں کہ اس روایت کے گھڑنے والے اتنے جاہل ہیں کہ حجازیہ سے بھی ناواقف ہیں۔ گویا مولانا عبدالحلیم کے نزدیک صحیح مسلم، مسند امام احمد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، جامع ترمذی، سنن دارمی، سنن بیہقی، مستدرک حاکم، مسند بزار، معجم طبرانی، شیعہ کی کتابیں ہیں اور ان کے مصنف امام احمد بن حنبل، امام مسلم، نسائی، ابن ماجہ، حاکم بیہقی وغیرہم محدثین شیعہ کے امام و مجتہد ہیں۔ کبریت کلمۃ تخرج من افواہهم ان یقولون الا کذبا۔

صحیح مسلم، مسند امام احمد، سنن دارمی، السنن الکبریٰ للنسائی، خصائص مصری، مسند ابی عوانہ، کنز العمال، مستدرک حاکم، سنن بیہقی وغیرہ کتب حدیث میں تصریح ہے کہ خم نامی مقام پر آپ نے خطبہ دیا۔

علامہ ذہبی، علامہ آلوسی، علامہ معبدونی، علامہ الہیثمی، حافظ ابن کثیر، ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق المحدث الدہلوی نے اس کی تصحیح کی ہے۔

ملا علی قاری نے مرقاة ص ۳۶ ج ۱۱ میں شیخ عبدالحق نے رشتہ الملعات ص ۶۵ ج ۲ د ص ۴۶ ج ۴ میں، علامہ نووی نے حاشیہ صحیح مسلم ص ۳۲۹ ج ۲ میں اور نواب صدیقی تحفان السراج الوہاج ص ۴۶ ج ۲ میں، علامہ الفتنی نے مجمع البحار ص ۱۱۲ میں، حافظ ابن کثیر نے البدایہ النہایہ ص ۳۳۳ ج ۲ میں ابن اثیر نے نہایہ ص ۲۶۶ میں اور دیگر محدثین نے اپنی

اپنی تصانیف میں تصریح کی ہے کہ رخم موضع مشہور بین مکہ والمدینہ (رخم موضع عن الحجۃ علی ثلثۃ امیال) اور علامہ محمد الدین فیروز آبادی نے قاموس ص ۴۲ ج ۴ میں، علامہ زبیدی نے تاج العروس ص ۲۸۳ ج ۸ میں عبد الرحیم ابن عبد لکریم نے منتقی الارب ص ۴۱۳ ج ۱ اور محمد بن عمر جمال القرشی نے الصراح ص ۲۹ ج ۲ میں رخم نامی مقام کی نشاندہی کی ہے۔

ترجمان اہل السنۃ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں :-

اہل السنۃ یحبون اہل بیت	اہل سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	بیت کو محبوب رکھتے ہیں ان سے محبت کرتے
دیتولونہم ویحفظون فیہم	ہیں اور انکے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وصیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	کی وصیت کا پاس کرتے ہیں جب کہ اپنے
حیث قال یوم غدیر خم اذ کرکم اللہ	غدير خم کے روز فرمایا تھا کہ میں تمہیں اپنے اہل بیت
فی اہل بیتی اذ کرکم اللہ فی	کے بارہ میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں۔
اہل بیتی -	ان آخری الفاظ کو آپ نے تکرار سے

بیان کیا

رفنادی ابن تیمیہ ص ۱۵۳ ج ۳

امام موصوف ایک اور مقام پر لکھتے ہیں :-

النوع الثانی ماجری فیہ حادثہ	دوسری قسم بدعت کی بدعت زانیہ ہے کہ کسی وقت
کما کان یجری فی غیرہ من غیران	کوئی حادثہ رونما ہوا جیسا کہ دوسرے اوقات میں
یوجب جعلہ موسماً ولا کان السلف	بھی حوادث پیدا ہوتے رہتے ہیں بغیر اسکے کہ
یعظمتہ کثرت من عشر ذی الحجۃ	اسے تقرب مقرر کیا گیا ہو اور نہ اسلاف نے
الذی خطب فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم	اسے بطور تقرب معظم سمجھا ہو پھر لوگ اسے بطور تقرب
بغیر رخم مرجعہ من حجۃ الوداع فانہ	منانے لگ گئے ہوں جیسا کہ، رؤی الحج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے



صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فیہ خطبۃ  
وصی فیہا باتباع کتاب اللہ  
وصی فیہا باہل بیتہ کما روی  
مسلم فی صحیحہ عن زید بن ارقم  
انتقاء الصراط مستقیم ص ۲۹۳

حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم مقام پر خطبہ دیا اور اس  
خطبہ میں اتباع کتاب اللہ کی وصیت فرمائی اور اس  
خطبہ میں اپنے اہل بیت کے بارہ میں وصیت فرمائی۔  
جیسا کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں زید بن ارقم سے  
روایت کیا ہے۔

امام ابن تیمیہ جنہوں نے حدیث موالاة کے بارہ میں تفریط سے کام لیا ہے۔ انہوں نے  
بھی صحیح مسلم کی حدیث الثقلین کی تصحیح کی ہے اور خطبہ غدیر خم کو محقق ٹھہرایا ہے البتہ اہل انفس  
والتشیع کی بدعت کی تردید کی جنہوں نے اس یوم کو تقربب شرعی قرار دیکر عید منانا  
شروع کر دیا ہے۔ لیکن مقام غدیر خم کی نفی نہیں کی۔ اور خطبہ غدیر اور وصیت رسول کا  
انکار نہیں کیا۔

علامہ شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں :-

آپ نے ہجرا بن دا نصار کے ساتھ مدینے کی طرف مراجعت فرمائی راہ میں ایک  
مقام خم پر آجوجھ سے تین میل پہلے۔ یہاں ایک تالاب ہے۔ عربی میں تالاب  
کو غدیر کہتے ہیں اور اس لئے اس مقام کا نام عام روایتوں میں غدیر خم آتا ہے  
آپ نے یہاں تمام صحابہ کو جمع کر کے ایک مختصر سا خطبہ دیا۔  
حدیث مسلم نقل فرمانے کے بعد مولانا شبلی لکھتے ہیں :-

نسائی، مسند امام احمد، ترمذی، طبرانی، طبری، حاکم وغیرہ میں کچھ اور فقرے  
بھی ہیں جن میں حضرت علی کی منقبت ظاہر کی گئی ہے۔ ان روایتوں میں ایک فقرہ  
مشترک ہے "من كنت مولاة فعلى مولاة اللهم وال من والاه وعاد  
من عاداه" جسکو میں محبوب ہوں علی بھی اس کو محبوب ہونا چاہیے الہی  
علی سے جو محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو علی سے عداوت رکھے تو بھی

اس سے عداوت رکھ . سیرۃ النبیؐ ج ۲

مولانا عبدالحلیم کانپوری سے استفادہ ہے کہ کیا یہ سبھی محدثین مفسرین مورخین مصنفین اور اصحاب لغت محققین جاہل تھے یا شیعہ کے امام و مجتہد تھے کیا امام ابن تیمیہ صاحب منہاج السنۃ بھی شیعہ تھا اور سبائی پارٹی کا رکن تھا سبحانک ہذا بہتان عظیم .

مزید کہئے : علامہ زبیدی نے تاج العروس میں اور علامہ یاقوت الحموی نے معجم البدان میں خم نامی مقام کی نشاندہی کے سلسلے میں حضرت معن ابن اؤسؓ کا ایک شعر لکھا ہے جس کا ایک مصرعہ یہ ہے :-

عفا و خلا من عہدت بد خم

خم مقام نے تیسے شناؤں کو جن سے تو نے عہد و پیمان کیا تھا مٹا دیا اور ان سے خالی ہو گیا .

دیوان معن کے پہلے قصیدے کے پہلے شعر کا پہلا مصرعہ یہی مصرعہ ہے جس میں مقام خم کا تذکرہ ہے . اور حضرت معن ابن اؤسؓ محض میں ہیں اور حضرت معاویہؓ سے ان کی توصیف منقول ہے ان کی وفات ۶۲ھ میں ہوئی . مولانا عبدالحلیم صاحب مکرر انتساب ہے کہ کیا آپ مکہ اور مدینہ کے درمیانی مسافت کو حضرت معن ابن اؤسؓ سے زیادہ جانتے ہیں ، یا یہ بزرگوار بھی سبائی پارٹی کے ممبر تھے کیا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سبائی کی مدح میں رطب اللسان تھے ؟ بینوا تو جردا

پوری امت کو چاہ ضلالت و جہالت میں دھکیل کر محدثین کو بے وقار بنا کر اور کتب حدیث کو بے اعتبار قرار دیکر اگر کانپوری صاحب نے شیعہ کی تردید کی تو کیا فائدہ ؟ ایسی صورتیں تو شیعہ کا نقصان کم اور اہل سنت کا خسران زیادہ ہے .

ہے ایسی تجارت میں مسلمان کا خسارہ

فما رجت تجارتهم و ما کانوا مهتدین :-

## سنکے بھی روک سکتے ہیں مہلاسل و ادا کو

مولانا عبدالحلیم کاپوری کے مضمون "جشن غدیر کی حقیقت" کے رد میں اترامولہ نے ایک مضمون بعنوان "خطبہ غدیر خم کی واقعیت" لکھ کر ماہنامہ الحق میں شائع کیا ہے۔ ایک ماہی کے ہاتھ ارسال کیا حضرت مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم تھانہ الہ آباد نے وہ مضمون خود سنا اور اس کی تصویب کی اور ماہنامہ الحق میں شائع کر دینے کا موافق صادر فرمایا چنانچہ بحسب حکم حضرت شیخ وہ مضمون ماہنامہ الحق شمارہ نمبر ۱۱، ۱۲ ستمبر ۱۹۰۵ء میں شائع پذیر ہوا۔ کچھ مدت بعد کراچی سے ایک ملفوف منجانب عطا محمد صاحب موصول ہوا۔ مکتوب کا مقصود یہی حصہ درج ذیل ہے :-

"غالباً آپ کو معلوم ہوگا کہ اس ضعیف حدیث پر شیعہ مذہب کی عمارت تعمیر کی گئی ہے کیونکہ آپ خود سید ہیں اور سید عموماً نیم شیعہ ہی ہوتے ہیں، اسلئے آپ نے اس غلط حدیث کی اتنی زبردست وکالت کی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو مذہب اہل سنت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بہتر ہوگا کہ آپ کسی امام بڑے میں مجتہد ہو جائیں اور تقیہ ترک کر کے اپنے اصل باطل باطنی مذہب کا اعلان کر دیں۔ انشا اللہ واہ کینٹ میں ہم ضرور آپ کے شیعہ مذہب کا پول کھولیں گے۔ فقط عطا محمد واہ کینٹ حال کراچی

محترم عطا محمد صاحب کی خدمت عالیہ میں گزارش ہے کہ آپ کے پاس پُر دکان کی طرف سے اہل السنۃ کی اجارہ داری کی کوئی دستاویز ہے تو بندہ کو تعمیل حکم سے دریغ نہیں رہے آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں اسی علاقہ کا باشندہ ہوں اور میری کتاب زندگی صحفاً منشورہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کا ہر باب جلی اور ہر عنوان واضح ہے بندہ مسلماً دیوبندی اور مذہباً تہذیبی ہے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رح کا شاگرد ہے اور امام ابوحنیفہ کا مقلد اور صرف اہل السنۃ والجماعت کو برحق اور فرقہ ناجیہ یقین کرتا ہے۔



مجھے سید خود آپ نے تسلیم کیا ہے۔ مجھ جس کی رگوں میں حسین کا خون ہوا اور مولانا  
حسین احمدؒ کا فیض یافتہ ہو، وہ بھی تقیہ کر سکتا ہے۔ مجھے تقیہ کی ضرورت نہیں۔ میرا اعلان  
ہے۔ آپ اپنے حمایتوں سمیت میدان میں آجائیں۔

واجلب علی بخیلک ورجلک ۵ فاجمعوا امرکم وشرکاءکم ثم لا یکن

امرکم علیکم غلۃ ثم اقضوا الی ولا تنظروں۔ (ابو ہریرہؓ)

تعب ہے وہ شخص مجھے دھکی دے رہا ہے جس کا نام بھی مشرکانہ ہے اور جو مقام  
بھی بتلانے کی جرات نہیں کر سکا۔

میسے بالوں کے بل نکالیں گے وہ کیا

جن کی زلفوں میں بل ہنوز باقی ہیں

محترم آپ میرا پول کھولنے کے درپے نہ ہوں۔ آپ ان ائمہ دین، محدثین، محققین کو  
شیعہ ثابت کرنے کی کوشش کریں جنہوں نے حدیث ثقیین و الموالاة کو روایت کیا ہے اور  
اس کی تصحیح کی ہے۔ اگر آپ کامیاب ہو گئے تو یہ دنیا کی تالیخ میں بہت بڑا کارنامہ ہوگا  
مجھے حشر میں ان بزرگواروں کی محفل میں اگر جوتیوں میں بھی جگہ مل جائے تو میں اسے بھی  
سعادت سمجھتا ہوں۔ رَبِّ اَنْتَ دَلَّیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّیْتُ مُسْلِمًا وَّ اَحْصٰی

بِالْقَادِحِیْنَ۔ دیکھا ہے تو نے تنکا جو چشم صریف کا

اپنی بھی آنکھ کا ذرا شہتیر دیکھ لے

۱۱۔ مولانا نافع صاحب نے بارہ روایتیں مطابق تعداد ائمہ اہل رض کے ایسی  
پیش کی ہیں جن میں کتاب اللہ و عمرتی کے تبادل کتاب اللہ و سنتی کے الفاظ ہیں  
سنت یعنی حدیث دلائل شرعیہ میں سے دوسری دلیل ہے اور اس کی حجیت کو واضح اور  
قاطع دلائل سے ثابت کیا جاسکتا ہے مگر جن روایات کو مولانا نافع نے پیش کیا ہے ان  
روایات پر مندرجہ ذیل کلام ہے :-

۱۔ ان بارہ روایات میں روایت پنجم دارقطنی کی روایت اور روایت ہشتم کنز العمال کی روایت بحوالہ ابوالنصر اسخری اور روایت دہم بیہقی کی روایت اور روایت دوازدهم مستدرک حاکم کی روایت درحقیقت ایک ہی روایت ہے، ایک ہی سند ہے بعض بارہ کی تعداد پورا کرنے کے لئے چار کتابوں کے حوالے دیکر چار روایات بنا دی گئی ہیں۔ نیز روایت ششم مستدرک حاکم کی روایت اور روایت پنجم بیہقی کی روایت درحقیقت ایک ہی روایت ایک ہی سند کے ساتھ مروی ہے۔ بارہ کی تعداد کو پورا کرنے کے لئے مولانا نے دو کتابوں کے حوالے دیکر دو روایتیں بنادیں۔ ایضاً معلوم ہوتا ہے کہ روایت دوم سیرۃ ابن ہشام کی روایت ہے اور روایت سوم ابن ابی الدینا کی روایت جو بحوالہ الصواعق المحرقة ذکر کی گئی ہے ایک ہی روایت ہے جو حضرت ابوسعید الخدری سے مروی ہے، مکررات کو مقم قرا دیا جائے تو باقی سات روایتیں رہ جاتی ہیں۔ بعض روایتوں کو مکرر ذکر کر کے تعداد کو بڑھانا اور مختلف کتب کے نام سے تکثیر حوالہ جات کا تاثر دینا مولانا کے اپنے نظریہ کے خلاف ہے۔ چنانچہ مولانا صاحب عبقات کے اس صنیع پر نکتہ چینی کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

تنبیہ دوم : معلوم ہے کہ بیہقی کاشیخ ابو عبد اللہ حاکم ہے فلہذا یہی سند حاکم کی ہے کوئی الگ روایت بیہقی نے نہیں کی۔ یہ روایت حاکم دالی ہی ہے پھر ایک ہی روایت کو الگ الگ کر کے صاحب عبقات نے دو روایتیں دو سندوں کے ساتھ ذکر کر ڈالی ہیں تاکہ ناظرین کرام کی خدمت میں سے تکثیر حوالہ جات کی داد حاصل کی جائے۔ اس قسم کی چالاکیاں کر کے اس کتاب کو ضخیم بنا دیا گیا ہے حتیٰ کہ صرف ایک روایت حدیث ثقلین پر دو ضخیم جلدیں مرتب کر ڈالی ہیں۔ کتاب حدیث الثقلین ص ۱۵

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں :-

مگر یہ نیز ناظرین کرام پر واضح ہونی چاہیے کہ جب دجلہ اسخری کی سند اور حاکم کی سند سوم ایک ہی چیز ہے کوئی فرق نہیں ہے۔ من عن دہی رواۃ اور ہی روایت ہے اسکو الگ

الگ اسناد قائم کر کے جدا جدا روایت بنا کر پیش کرنا صریح جعل اور دھوکہ ہے، یا فریق مخالف پر کثرت حوالہ جات کا رعب قائم کرنے کے لئے اور کتاب کو ضعیف بنانے کے لئے یہ تمام کارروائی کی جا رہی ہے۔ ص ۱۲۲

ہم مولانا کی خدمت میں صرف اتنا ہی عرض کریں گے کہ حضرت ۷  
دیکھا ہے تو نے تنکا جب شیم حریف کا اپنی بھی آنکھ کا ذرا شہتیر دیکھ لے  
عبر مقتاً عند الله ان تقولوا مالا تفعلون

ب۔ روایت اول موطا امام مالک کی روایت

قال مالك انه بلغه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الخ  
اس روایت کی سند میں نامعلوم کتنے راوی رہ گئے ہیں مولانا نافع کو خود اس کا  
کٹکا تھا، چنانچہ لکھتے ہیں :-

فائدہ : یہاں یہ ذکر کرنا منفعت سے خالی نہیں ہے کہ روایت مذکورہ مرسل ہے اور  
مرسلات (در بلاغیات) مالک مقبول ہیں۔ الخ

تابعی کی مرسل روایت کے معتبر ہونے میں اختلاف ہے۔ امام مالک "اتباع تابعین"  
سے ہیں پس اس روایت سے ایک سے زائد راوی رہ گئے ہیں فبناءً علیہ یہ روایت مرسل  
نہیں معضل ہے شیخ عبدالحق اس روایت کے تحت لکھتے ہیں :-

والامام مالك من اتباع التابعين فكان حق المصنف ان يذكر  
التابعي ثم يقول رواه مالك مرسلًا تنقيح الرواة ج ۲ ص ۲۲۲ لمعات ص ۲۲۲

ج۔ روایت دوم سیرۃ ابن ہشام کی روایت اصل ماخذ میں بھی بلا سند ہے اور  
شارح نازک پر آتشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا۔ روایت سوم ابن ابی الدنیا کی روایت ہے  
مولانا نے الصواعق المحرقة کے حوالہ سے پیش کی ہے وہ بھی بے سند ہے۔

د۔ روایت چہارم ابن جریر طبری کی روایت کی سند اصل کتاب میں دیکھی گئی ہے۔



وہ روایت ہے کہ ابو بکر بن محمد بن اسحاق بن محمد بن اسحاق بن عبد اللہ

بن عبد اللہ بن محمد بن اسحاق بن محمد بن اسحاق بن عبد اللہ

اس روایت میں ایک آدمی ابن حمید ہے وہ کذاب ہے۔  
 میزان الاعتدال ص ۵۳  
 ایک اور آدمی جس کا نام سلمہ ہے یعنی سلمہ بن الفضل، یہ بھی ضعیف ہے، میزان الاعتدال ص ۱۹۲  
 ابن اسحاق یعنی محمد بن اسحاق بھی کذاب ہے، میزان الاعتدال ص ۲۶۹  
 رواہ پنجم از دارقطنی در روایت ہشتم از کنز العمال بحوالہ النصار اسجری در روایت دہم  
 از بہیقی و روایت دوازدهم از مستدرک حاکم در حقیقت ایک ہی روایت ہے جو ابو ہریرہ  
 سے مروی ہے۔

کنز العمال نے خود اس روایت کو نقل کرنے کے بعد رائے ان الفاظ میں دی ہے کہ  
 ”غریب جدا“ یہ روایت بہت ہی غریب ہے۔

## سندت ملاحظہ ہوں

سند کہ حاکم کی روایت کی سند اخبرنا ابو بکر بن اسحاق الفقیہ ابن محمد بن  
 عیسیٰ بن اسکن بواسطی حدیثنا داؤد بن عمرو الغبی حدیثنا صالح بن موسیٰ الطلیعی  
 عن عبد الغزیز بن رفیع عن صالح عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ  
 دارقطنی کی روایت کی سند حدیثنا ابو بکر اشافعی حدیثنا ابو قسبیسۃ محمد ابن  
 عبد الرحمن بن عمارہ بن الققاع نا داؤد بن عمرو نا صالح بن موسیٰ عن عبد الغزیز  
 بن رفیع عن ابی صالح عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

بہیقی کی روایت کی سند اخبرنا ابو الحسین بن شیران العدل ببغداد ابن  
 ابی احمد حمزہ بن محمد بن العباس ثنا عبد الکریم بن الہیشم ثنا صالح بن موسیٰ  
 الطلیعی عن عبد الغزیز بن رفیع عن ابی صالح عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

اس روایت پر مندرجہ ذیل کلام ہے :-

اولاً :- کنز العمال میں اس کو بے سند ذکر کیا گیا ہے اور تصریح کی گئی ہے کہ رواہ  
النصر السجری وقال غریباً جداً .

ثانیاً :- مستدرک حاکم، دارقطنی اور بیہقی کی سندات کا مدار صالح ابن موسیٰ طلحی پر ہے اور اس کے  
متعلق علامہ ذہبی لکھتے ہیں :-

ضعیف یروی عن عبدالعزیز ابن رفیع

قال یحییٰ بن یسئیل ولا یکتب حدیثہ وقال البخاری منکر الحدیث قال

النسائی متروک . قال ابن عدی هو عندی لا یتعمد الکذب قال ابواسحاق

المبرزقانی ضعیف الحدیث علی حسنه قال ابو حاتم منکر الحدیث جداً

میزان الاعتدال ص ۳۰۲

عن الثقات

(۱) روایت ششم از مستدرک حاکم اور روایت نہم از بیہقی ایک ہی روایت ہے جو حضرت

ابن عباس رضی عنہ سے مروی ہے اس روایت پر مندرجہ ذیل کلام ہے :-

مستدرک حاکم کی سند :- حدثنا ابو بکر احمد بن اسحاق الفقیہ ابنا العباس

بن الفضل الاسفاطی ثنا اسماعیل بن ابی ادیس واخبرنی اسماعیل بن

محمد بن الفضل الشعرا فی ثنا جدی ثنا بن ابی ادیس حدثنی ابی عن ثور

بن زید الایلمی عن عکرمہ عن ابی عباس رضی اللہ عنہ الخ وقال فی آخر الروایہ

ذکروا لا عتصم بالسنۃ فی حدہ الخطبۃ غریب .

سنن الکبریٰ بیہقی کی سند :- أخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ اخبار فی سنن

بن محمد بن الفضل الشعرا فی ثنا جدی ثنا بن ابی ادیس ثنا ابی عن ثور

بن زید الدلیلی عن عکرمہ عن ابی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ .

۱۔ سنن الکبریٰ بیہقی کی روایت حاکم ہی سے مروی ہے۔ خود حاکم نے مستدرک میں ذکر کی ہے

۲۔ خود ہی اس روایت کے آخر میں تصریح کر دی ہے۔ ذکر الاعتصام فی ہذہ المخطیۃ غریب۔  
 ۳۔ حاکم کی سند کا مدار ابن ابی اویس عن ابیہ پر ہے۔

ابن ابی اویس کا نام اسماعیل ابن ابی اویس ہے اور ابی اویس کا نام عبداللہ ابن عبداللہ ہے۔ اسماعیل ابن عبداللہ قال الا زوی متروک میزان الاعتدال ص ۲۳۵ ج ۱

عبداللہ ابن عبداللہ ابو اویس مدنی، امام مسلم نے اس سے تبعاً روایت کی ہے۔ تنہا یہ بزرگ ناقابل احتجاج ہیں اور ان کا ضعیف الحدیث ہونا مسلم ہے۔ میزان الاعتدال ص ۲۳۵ ج ۱  
 اسماعیل ابن محمد ابن الفضل الشمرانی اور دوسرے رواۃ کی حیثیت بھی مجروح ہے۔

ز۔ روایت ہفتم از ابو نعیم اصفہانی از اخبار اصفہان لابن نعیم بحوالہ حدیث الثقلین ص ۲۲۵  
 اس روایت کی سند اصل کتاب میں ملاحظہ کر لی گئی ہے۔

حدثنا عبد اللہ ابن محمد ثنا ابن الخطاب ثنا طائوت ابن عباد حدثنا هشام  
 ابن سلیمان عن یزید الرقاشی عن ابن مالک۔

اس روایت میں یزید الرقاشی راوی کے متعلق علمائے جرح و تعدیل کی آراء ملاحظہ ہوں۔  
 قال احمد ابن حنبل کان یزید منکر الحدیث امام احمد فرماتے ہیں کہ یزید الرقاشی منکر الحدیث  
 قال النسائی وغیرہ متروک اور امام نسائی فرماتے ہیں متروک ہے۔  
 قال شعبہ لان ازنی احب الی من ان احث اور حضرت شعبہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک زنا کر لینا  
 عن یزید الرقاشی یزید سے روایت لینے سے اچھا ہے۔

میزان الاعتدال ص ۲۳۵ ج ۲

ح۔ روایت یازدہم از جامع بیان العلم: اس روایت کی سند اصل مآخذ میں ملاحظہ کی گئی ہے جو درج ذیل ہے،

اخبرنا عبد الوارث ابن سقیان قال حدثنا قاسم ابن اصبع قال حدثنا عبد اللہ ابن عمرو ابن محمد العثانی بالمدينة قال حدثنا عبد اللہ ابن مسلمہ قال حدثنا



کثیر ابن عبد اللہ ابن عمرو ابن عوف المزنی عن ابیہ عن جدہ عن النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم اندہ قال الخ

اس روایت کے جملہ رجال کو معیار پر لانے کی ضرورت نہیں ہے صرف ایک راوی  
کے حال سے روایت کی حیثیت منکشف ہو جاتی ہے اور وہ صاحب ہیں کثیر ابن عبد اللہ  
اور یہ کذاب ہیں۔

قال الشافعی داود او درکن من ارکان الکذب

قال ابن حبان له عن ابیہ عن جدہ نسخة موضوعة میزان لا اعتدال ص ۴۰۴  
عبد اللہ ابن عمرو ابن عوف ما روى عنه الا ابنه کثیر احد التلقی میزان لا اعتدال ص ۴۰۶ ج ۲  
باپ مجہول بٹیا کذاب باقی رواد غیر مصرن العدالمہ روایت پھر بھی مقبول، یہ مولانا فاضل  
کی کرامت ہی کہہ سکتے ہیں۔

حاصل بحث | حدیث "من كنت مولا فعدى مولاہ" جیسا کہ قارئین کرام  
پڑھ چکے ہیں۔ بعض طرق کے اعتبار سے صحیح اور بعض طرق سے حسن ورجح  
کی ہے اور بعض طرق سے اگرچہ زیادہ ضعیف ہے، مگر کیا عیب ہے جس روایت کو کثیر التعداد  
اشخاص بیان کر نیوالے ہوں کہ قریب سجد تو اتار ہو جائیں تو ایسی صورت میں رواد کو زریحہ  
نہیں لایا جاتا۔ دیکھو علوم الحدیث ص ۱۵۱، نخبة المفکر ص

اور یہی حال ہے حدیث ثقلین کا بھی، اور اگر اس جرح کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس  
کا اثرہ از نتیجہ کیا ہوگا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم بھی غیر معتبر قرار پا جائیگی، کیونکہ محمد بن الفضل  
ابو معاویہ سلمہ ابن کہیل راویوں سے صحیح بخاری میں متعدد روایات مروی ہیں۔ اور اگر صحیح  
بخاری اور صحیح مسلم ناقابل اعتبار قرار پا جائیں تو بتائیں خسران میں رافضی صاحبان میں  
یا اہل السنۃ

میاں بخار بھی پھیلے گئے ساتھ بہت ہی تیز ہیں یورپ کے رستہ



پھر لطف یہ ہے جن روایات میں کتاب اللہ و عترتی کے تبادل کتاب اللہ و سنتی کے الفاظ ذکر ہیں مولانا صاحب نے بڑے فخر و اتہاج سے انہیں پیش کیا ہے وہ سب روایات ضعیف اور متروک ہیں، بلکہ بعض موضوع ہیں اور ان کے رداۃ کذاب ضعیف اور منکر الحدیث

ہیں۔

## حرفِ آخر

مولانا نافع جو کہ رستہ ہو کر حدیث "من کنت مولاه فعلی مولاه" اور روایت "ترکت فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی" کی تضعیف کے درپے ہو گئے ہیں کہ صحیحین کے رداۃ پر بھی بے تحاشا جرح کر دی ہے اور خیانت و مخادعت سے بھی دریغ نہیں کیا اور اسکے عواقب اور نتائج کو بھی نظر انداز کر گئے۔ خدا جانے اس کا اصل سبب اور داعیہ کیا ہے؟ مقصود تنقیص علیؑ ہے یا اسلاف سے برتری کا اظہار مطلوب ہے؟ شیعہ دشمنی اس کی داعی ہے یا کفر سے حدیث ہی کو بے وقار بنا مقصود ہے۔ اگر تنقیص علی مقصود ہو تو گدارش ہے "تلك امة قد دخلت بها ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا يعملون"۔

اگر اسلاف سے برتری کا اظہار مطلوب ہے کہ اسلاف میں سے شاید کسی نے اس نوع کی جرح اس روایت پہ نہ کی۔ صرف آپ کو ہی اس کی توفیق ہوئی تو اعتراف کرنا ہی پڑتا ہے کہ یہ صرف آپ ہی کا بہرہ ہے۔ اس میں آپ کا کوئی مفقدا نہیں، لیکن مقتدی آپ کو بہتر مل جائیں گے۔ اور اگر شیعہ دشمنی اس کی داعی ہے تو یہ جذبہ نہایت پاکیزہ اور قیمتی ہے۔ اس جذبہ سے ان کے نظریات باطلہ کا جتنا بھی رد کیا جائے قابل مدح و ستائش ہے۔ مگر اس سلسلہ میں آیت لا یجیر منکم شنان قوم علی ان لا تعدوا عدوا ہوا اقرب للفقوی و اتقون یا ادلی الالباب نصب العین ہونی چاہیے۔

اور اگر کفر سے حدیث ہی کو بے وقار بنا مقصود ہے تو خالی اللہ المستثنیٰ



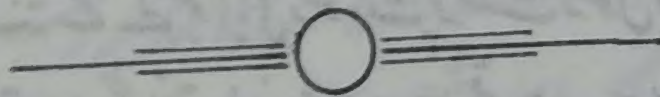
وَمَا تَصِفُونَ - اور تحقیق حق مقصود ہے تو ہمارے مندرجات میں تبدیلی  
 فرمائیں۔ نیز اگر خاطر خاطر نہ پاگو اور نہ گزرتے تو مندرجہ ذیل دو سوالات کے جوابات بھی مرحمت فرمائیں  
 ۱۔ اگر منکرین حدیث سوال کریں کہ مہربان من آپ نے جو تمسک بالسنۃ کی روایات پیش کی ہیں، وہ  
 سب کذاب ادیبوں کی ہیں اور جن روایۃ پر آپ نے جرح کی ہے کتب احادیث کے بطور ان ہی روایۃ کے مرویات  
 سے مشحون ہیں پھر بتائیں، وہ کونسی حدیث ہے جو حجت ہے اور وہ کونسی دلیل ہے جس سے تمسک  
 بالسنۃ کا اثبات ہو سکتا ہے؟

۲۔ اگر رافضی سوال کریں کہ حدیث "من کنت مولاهُ فلی مولاهُ" اور روایت "کتاب اللہ و عمرتی" پر جو  
 جرح آپ نے کی ہے وہ یہ ہے، ان روایتوں کے راوی شیعہ ہیں، مگر وہ راوی اہل السنۃ کے نزدیک  
 بھی ثقہ ہیں، بخاری مسلم نے بھی ان سے روایات لی ہیں۔ اور اسماء الرجال کی کتابوں میں ان کی عدالت  
 اور ثقاہت مذکور ہے اور روایت "کتاب اللہ و سنۃ" کے اسناد میں متردک، کذاب، ادوی  
 ہیں تو آپ بتائیں کہ اگر آپ نے ان سنی راویوں کی روایت کو قبول کر لیا ہے جو اہل السنۃ کے نزدیک  
 بھی کذاب بلقی شیعہ ان راویوں کی روایت کو قبول نہ کریں، اہل السنۃ کے نزدیک بھی ثقہ ہیں  
 اور امام بخاری اور امام مسلم ان کی عدالت اور صداقت اور ثقاہت پر اعتماد کرتے ہیں؟

ع شہید کہ اتمہ جائے تیرے دل میں میری بات

وما اردت الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا بالله علیہ

توکلْتُ و الیہ انیب



کتابت

عبدالحق جھپوٹوالی ضلع گجرات



## الشیخین المعظمین

ابوبکر الصدیق و عمر الفاروق

رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اس کتاب میں حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل و مناقب بیان کئے گئے ہیں نیز ان کے سوانح حیات اور کارناموں کا مختصر تذکرہ ہے مقصد ربابہ شیخین میں ہدیہ عقیدت پیش کرنا ہے۔ کتاب تفضیل شیخین کا ایک مرقعہ ہے ہماث اللہ العزیز جلد ہی اس کتاب کی اشاعت کی سعادت حاصل کریں گے۔

## الختین المسکین

عثمان ذی النورین و علی ذی القرنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں حضرت عثمان ذی النورین فضل الختین رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب اور مختصر سوانح اور سبائیوں کے اعتراضات کے تسلی بخش جوابات کا بیان ہے دوسرے حصے میں علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مناقب بیان کئے گئے ہیں اور انکی خلافت میں پیش آمدہ واقعات جنگ جمل جنگ صفین و نہر ان کا ضمن میں محمود عباسی کے زہریلے اور مسموم دساؤں کا ازالہ کیا گیا ہے کتاب کا ایک ایک لفظ حبیب اللہ کا آئینہ دار ہے لیکن منہم یجعل اللہ نوراً فاما من نور تصنیف مکمل ہے۔ اختلاف یزید کی طباعت کے بعد اس کا نمبر ہے

السطین السعدین  
حسن الحسین  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما

یہ کتاب طبع ہو کر منصفہ شہود پر جلوہ گر

ہو چکی ہے۔ ما شاء اللہ افراط تغریط سے مبرا اور جید مواد سے مہمور ہے

ملک پتھ مدنی مسجد النبی علی چوک داکھٹ

بفرمائے محمد افضل مرزا جیہور انوالی گ